لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

ماتم انسانیت

انسان کی سوئی ہوئی سبعیت و بہیمیت پھر جاگ اٹھی ہے۔ وہ اشرف المخلوقات کہ صورت سے آدمی مگر خواہشوں میں بھیڑیا، محل سراؤں میں متمدن انسان مگر میدانوں میں جنگلی درندہ، اور اپنے ہاتھ پاؤں سے اشرف المخلوقات، مگر اپنی روح بہیمی میں دنیا کا سب سے زیادہ خونخوار جانور ہے۔ اب اپنی خوں ریزی کی انتہائی شکل اور اپنی مردم خواری کے سب سے زیادہ برے وقت میں آ گیا ہے۔ وہ کل تک اپنے کتابوں کے گھروں اور علم و تہذیب کے گہواروں میں انسان تھا پر آج چیتے کی کھال اس کے چہرے کی نرمی سے زیادہ حسین اور بھیڑیے کے پنجے اس کے دندان تبسم سے زیادہ نیک ہیں۔ درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے جنگلوں میں امن و راحت ملے گی مگر اب انسانوں کی بستیاں اور اولاد آدم کی آبادیاں راحت کی سانس اور امن کے تخیل سے خالی ہو گئی ہیں۔ کیونکہ وہ جو خدا کی زمین پر سب سے اچھا اور سب سے بڑھ کر تھا۔ اگر سب سے برا اور سب سے کمتر ہو جائے تو جس طرح اس سے زیادہ کوئی اور نیک نہ تھا ویسا ہی اس سے بڑھ کر اور کوئی برا بھی نہیں ہو سکتا۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ، ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ، اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ۔

ہم نے انسان کو ایک طرف تو بہترین قوتوں کی ترکیب اور اعلیٰ ترین جذبات کی ساخت میں پیدا کیا لیکن پھر دوسری طرف بہیمی خواہشوں اور شریر قوتوں کے لحاظ سے نہایت ہی ادنیٰ درجہ کی مخلوق تک بھی لوٹا لائے۔ ہاں وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ و عادلہ اختیار کئے سو ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۔ کیونکہ وہ ان متضاد قوتوں کی کشاکش سے بچ نکلیں گے۔

شیر خونخوار ہے، مگر غیروں کے لئے، سانپ زہریلا ہے مگر دوسروں کے لئے، چیتا درندہ ہے مگر اپنے سے کمتر جانوروں کے لئے لیکن انسان دنیا کی اعلیٰ ترین مخلوق، خود اپنے ہی ہم جنسوں کا خون بہاتا اور اپنے ہی ابنائے نوع کے لئے درندہ و خونخوار ہے۔

وعلیٰ ذالک قول بعض شعراء هذا العصر

ولقد رأیت الاحد احسن خلقة — من جنس هذا الظالم المتمرد

الناس تقتل کل یوم بعضها — والاسد تقتل غیرها اذ تعتدی

انسان ہی ہے جو فرشتوں سے بہتر ہے اگر اپنی قوتوں کو امن و سلامتی کا وسیلہ بنائے اور انسان ہی ہے جو سانپ کے زہر اور بھیڑیے کے پنجے سے بھی زیادہ خونخوار ہے۔ اگر راہ امن و سلامتی کو چھوڑ کر بہیمیت اور خونخواری پر اتر آئے۔

مولانا ابوالکلام آزادؔ

از: نگارشات آزاد ص۔ ۱۸۹

۲۵/اکتوبر ۲۰۰۱ء
سالانہ ۱۲۰/روپے
فی پرچہ [illegible] روپے

Regd. No.LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376
R.N.I.No.UP.URD.03615/24/1/2001-Tc
Office Ph.No.787250 (Ext)18
Guest House-323864
Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in
FORTNIGHTLY Vol. No. : 1 Issue No.: 23

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (INDIA) Rs. 6/-

The Fragrance of East

A quarterly English magazine published from Nadwa needs your patronage. Please subscribe it yourself and motivate others also to read it regularly.

Annual subscription is only Rs.100/- which may be sent by M. O. or Bank Draft payable to:-

The secretary,
Majlise Sahafat wa Nashriat,
C/o Tamir-e-Hayat, Nadwatul Ulama,
P. O. Box No. 93, Tagore Marg
Lucknow-226007 (U.P.)

Ph.No 260433 - 242946
آپ کی خدمت میں جدید و دلکش سونے چاندی کے
زیورات کے لئے
ہمارا نیا شوروم

گہنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں، محمد معروف خاں
ایک منارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

شوگر
شوگر کی کامیاب دوا
HASANI PHARMACY
حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لیے رابطہ قائم کریں

AFZALS MAU CITY
مئو کا بنا
نورانی تیل
انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یو۔ پی)

چشمہ ساگر
جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے
AUTO REFRECTO METER AR-880
ایک بار خدمت کا موقع دیں
شنکرجی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج اعظم گڑھ

Printed And Published by Athar Husain on behalf of Nadwatul Ulama
at Parekh offsetPressTagore Marg,Lucknow.u.p. Editor: Shamsul Haq Nadwi

پندرہ روزہ

تعمیر حیات

لکھنؤ

جلد نمبر ۳۸ | ۲۵/اکتوبر ۲۰۰۱ء | مطابق | ۷/شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ | شمارہ نمبر ۲۴

زیر سرپرستی: حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء

زیر نگرانی
مولانا عبداللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء
پروفیسر وصی احمد صدیقی
معتمد مالیات دار العلوم ندوۃ العلماء

مجلس ادارت
شمس الحق ندوی
مدیر اعلی
سید محمود حسن حسنی ندوی
معاون مدیر

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبداللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون
سالانہ ---- =/۱۳۰ روپے
فی شمارہ ---- =/۶ روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی
و امریکی ممالک ..... ۳۰ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ ..... ۱۵ ڈالر

خط و کتابت کا پتہ
مینجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳
ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔
Website:www.nadwatululama.org
E-mail Adress: nadwa@sancharnet.in
Ph: Office.787250(Ext)18
Guest House.323864

گزارش
خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ (مینجر)

دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/130 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ (مینجر)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشنویس۔ کمپوزنگ سیکشن مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

یادِ الٰہی

اللہ رب العالمین کے حضور میں دعا

مولانا حکیم عبدالحی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

بندوں کے مقامات میں سب سے بلند عبدیت کا مقام ہے اور سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام کے امام یعنی اس وصف خاص میں سب پر فائق ہیں اور دعا چونکہ عبدیت کا جوہر اور خاص مظہر ہے، اللہ تعالی سے دعا کرتے وقت بندے کا ظاہر و باطن عبدیت میں ڈوبا ہوتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و اوصاف میں غالب ترین وصف اور حال دعا کا ہے آپ نے دعا کو دین کا ایک مستقل شعبہ بنا دیا بلکہ بلا خوف و تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ نبوت محمدیؐ نے دعا کے شعبہ کا جس طرح احیاء و تجدید اور اس کی ترقی و تکمیل فرمائی ہے وہ اس سے پہلے دیکھنے میں آئی نہ اس کے بعد۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے محروم و محجوب انسانیت کو دوبارہ دعا کی دولت عطا فرمائی اور بندوں کو خدا سے ہم کلام کر دیا، آپ نے ہمیں دعا کرنا بھی سکھایا، دعا میں انسانوں کی طرف سے انسانی ضروریات کی بھی ایسی مکمل نیابت کی کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کو ہر زمان و مکان میں ان دعاؤں میں اپنے دل کی ترجمانی، اپنے حالات کی نمائندگی اور اپنے اطمینان کا سامان ملے گا اور بہت سی وہ ضرورتیں ملیں گی جن کی طرف آسانی سے ہر انسان کے ذہن کا جانا مشکل ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۔ (سورہ بقرہ۔ ۱۸۶)

اور جب تم سے میرے بندے میری بابت سوال کریں تو کہہ دو کہ میں قریب ہوں، دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔

اور ارشاد ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۔ (سورہ مومن ۶۰)

اور تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، اور جو لوگ میری عبادت سے متکبرانہ روگردانی کریں گے، ان کو ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں جانا ہوگا۔

اور ارشاد ہے:

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ (سورہ نمل ۶۲)

بھلا کون بے قرار کی فریاد کو پہونچتا ہے جبکہ اس کو وہ پکارتا ہے، اور وہ تکلیف کو دور کر دیتا ہے۔

دعا عبادت ہے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا عبادت ہے۔ (۱) (ترمذی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تقدیر (یعنی آنے والی آفات بلیات) کے فیصلہ کو دعا ہی بدل سکتی ہے اور نیکی عمر میں اضافہ کرتی ہے۔ (ترمذی)

دوسروں کیلئے دعا اپنے لئے دعا ہے

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو مسلمان بندہ اپنے مسلمان بھائی کی غیبت (یعنی اس کے پیچھے) میں اس کے لئے دعا کرتا ہے، تو فرشتہ کہتا ہے کہ تجھ کو بھی یہی بھلائی ملے جو تو اس کے لئے مانگ رہا ہے۔ (مسلم)

دعا ضرور قبول ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہاری دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں اگر جلدی نہ کرو اور یہ نہ کہو کہ میں نے دعا کی اور قبول نہ ہوئی (۲)۔ (بخاری مسلم)

قبولیت دعا کا وقت

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے عرض کیا، (باقی ص ۲۹ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس شمارے میں

۱	اللہ رب العالمین کے حضور میں دعاء	مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ	۲
۲	وقت کی سب سے اہم ضرورت (اداریہ)	شمس الحق ندوی	۵
۳	نعتِ رسولؐ	مولانا محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ	۷
۴	مرد وہ ہیں جو زمانہ کو بدل دیتے ہیں	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۸
۵	نئی نسل کی تربیت میں ماں کا کردار	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۱۲
۶	احسان کا اعتراف	علامہ سید سلیمان ندویؒ	۱۴
۷	محرومی اور طاقت کی حدیں	مولانا سید واضح رشید ندوی	۱۵
۸	خدا کے یہاں "عاجزی" چلتی ہے "ہم چنیں" نہیں چلتا	حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ	۱۷
۹	حقائق و معارف (نظم)	قمر رام نگری	۱۷
۱۰	جو چھپے دل میں وہی تنکے لئے	امین الدین شجاع الدین	۱۸
۱۱	حضرت مولانا علی میاںؒ کی کہانی مولسری کی زبانی	محمد حسن انصاری	۲۰
۱۲	جاپان کے ڈاکٹر کوناکاتا کا قبول اسلام	محمد یوسف	۲۳
۱۳	سوال و جواب	محمد طارق ندوی	۲۶
۱۴	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۷
۱۵	قارئین تعمیر حیات سے گذارش	(ادارہ)	۲۸
۱۶	رمضان میں ندوۃ العلماء کے سفراء کی سرگرمیاں	(ادارہ)	۳۱

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔

۲۔ فی کاپی Rs. 15/= کے حساب سے زرضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔

۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 30/=

۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ Rs. 40/=

۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔

۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر Rs. 80/=

بیرون ملک کے نمائندے

مدینہ منورہ

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O.Box No.842
Mdina Munawwara(K.S.A)

برطانیہ

Dr.M.AKRAM NADWI Sb.
Oxford Center for Islamic Studies
George Street
Oxford Ox1 2AR

ساؤتھ افریقہ

Mr.M.YAHYA SALLO NADWI Sb.
P.O.Box No.388 Vereninging.(S.Africa)

قطر

Mr.ABDUL HAI NADWI Sb.
P.O.Box.No.10894, Doha-Qatar

دبئی

Mr.QARI ABDUL HAMEED NADWI Sb.
P.O.Box No.12525, Dubai(U.A.E)
Ph:No.3970927

پاکستان

Mr.ATAULLAH Sb.
Sector A-50 Near Sau Quater
H.No.109 Town Ship kaurangi
Karachi-31(Pakistan)

امریکہ

Dr.A.M.SIDDQUI Sb.
98-Conklin Ave. Woodmere
New York 11598(U.S.A)

اداریہ

شمس الحق ندوی

وقت کی سب سے اہم ضرورت

اگر ہم کسی حاکم، وزیر، بادشاہ یا کسی بھی ایسے شخص کے حکم ومنشا کے خلاف کام کریں جس کے ہم تابع ہیں اور جو ہمیں سزا بھی دے سکتا ہے تو یہ احتیاط ضرور کریں گے کہ اس کو ہمارے جرم وخطا کی خبر نہ ہو اس لئے کہ خبر ہو جانے کے بعد اس جرم کا بڑا بھگتان بھگتنا ہوگا، ہم یا تو جیل کی سلاخوں کے پیچھے چلے جائیں گے یا تہہ تیغ کر دیئے جائیں گے، اور کہیں یہ احساس ہو کہ جاسوسی کا نظام اتنا چوکس ہے کہ جگہ جگہ خود کار کیمرے اور ٹیپ رکارڈ لگے ہوئے ہیں، تو جرم تو جرم زبانیں بند ہو جائیں گی اور زبان سے ایک لفظ بھی اپنے حاکم یا ملک کے نظام کے خلاف نکالنے کی جرأت نہ ہوگی، جاسوسی کا یہ نظام خواہ کتنا ہی چوکس ہو مگر ناقص ہوگا، بند کمروں اور خلوت خانوں تک اس کی رسائی نہ ہوگی۔ لیکن خوف وہراس کا یہ عالم ہوگا کہ لوگ زبانوں پر تالے لگا لیں گے، جن ملکوں میں جاسوسی کا یہ نظام پوری طرح رائج ہے وہاں یہ حال ہے کہ باپ بیٹے اور بیوی شوہر تک ایک دوسرے سے محتاط رہتے ہیں، اور ان کی زندگی ان کے لئے عذاب بنی ہوئی ہے۔

مگر وہ نظام جو اس سے کہیں زیادہ چوکس، مستعد اور ہمہ وقت نشیط ہے اور اپنا کام رات کے اندھیروں، پہاڑ کے غاروں، زمین کے تہ خانوں، دور دراز جنگلوں اور بیابانوں، بند کمروں اور خلوت خانوں میں بھی کرتا ہے اور جس کی چوکسی کا یہ عالم ہے کہ:

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ (سورہ ق ۱۸)

جب وہ کوئی کام کرتا ہے تو لکھنے والے دائیں بائیں بیٹھے ہیں لکھ لیتے ہیں کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان تیار رہتا ہے۔

ہم اپنے بنائے ہوئے جاسوسی کے نظام سے جتنا ڈرے اور سہمے ہوئے رہتے ہیں اگر اس کا کچھ فیصد بھی خوف رقیب عتید والے نظام کا ہو تو کیا ہم کسی کی غیبت کر سکتے ہیں، کسی کی چغل خوری اور بہتان تراشی کی ہمت کر سکتے ہیں۔ کسی سے جھوٹ بولنے، کسی کو دھوکا دینے، وعدہ کر کے مکر جانے، پل کے پل میں اپنی بات کو بدل دینے، اپنی ہوشیاری وچالاکی سے حق کو ناحق اور ناحق کو حق ثابت کرنے کی جرأت کریں گے۔ کیا کوئی کسی کا حق مارنے اور دل دکھانے کا خیال تک دل میں لائے گا؟ کیا اخلاقی بگاڑ اور جھوٹ وفریب کا بازار گرم ہوگا، جس کے نتیجہ میں آج پوری دنیا جہنم کدہ بنی ہوئی ہے۔

یہ رپورٹ اتنی مکمل ہوگی کہ ایک ایک بات، ایک ایک عمل اس میں درج ہوگا، چھوٹی بڑی کوئی بات نہ چھوٹی ہوگی، ویڈیو کیسٹ کی طرح ہر ہر قول وعمل سامنے آجائے گا اور انسان حیرت زدہ ہو کر کہے گا،

يَا وَيْلَتَنَا مَا لِهٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصَاهَا (سورۂ کہف ۴۹)

ہائے شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی بات کو (کوئی بات بھی نہیں چھوڑتی) مگر اس کو لکھ رکھا ہے۔

اپنا کیا ہوا سب کچھ انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ عذر ومعذرت کی ادنیٰ گنجائش نہ باقی رہے گی۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۔

تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی اسے دیکھ لے گا۔

اس کے کرتوتوں کی ساری تفصیل سامنے پھیلا کر رکھ دی جائے گی۔

وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَّلْقَاهُ مَنْشُوْرًا ۔ (سورہ اسراء ۔۱۳)

اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال کر دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔

اور کہا جائے گا

اِقْرَاْ كِتَابَكَ ۔ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا (سورہ اسراء ۔۱۴)

اپنی کتاب پڑھ تو آج اپنے آپ ہی محاسب کافی ہے۔

یہ کتنی بڑی بھول ہے کہ انسان اپنے ہی جیسے انسانوں کے نظام سے تو اتنا ڈرتا رہتا ہے۔ ہر وقت لرزاں و ترساں رہتا ہے مگر اس زبردست نظام سے غافل و بے فکر رہتا ہے جس سے کسی طرح بچنا ممکن نہیں۔ اگر اس نظام کا صحیح شعور بیدار ہو جائے تو کیا کوئی طاقت ور کسی کمزور کا خون چوسنے کی ہمت کرے گا، کیا کوئی انسانی حیات دوروزہ کی خاطر، مکر وفریب، غرور وگھمنڈ، ظلم وزیادتی کا مرتکب ہوگا۔ کیا انسانی معاشرہ میں وہ بگاڑ وفساد پایا جائے گا، جو زندگی کے ایک ایک شعبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ کتنے خطرہ بلکہ خودکشی کے مرادف بات ہے کہ اس وقت یہ احساس مردہ ہو چکا ہے، اس وقت کا سب سے اہم کام اس احساس کو بیدار کرنا ہے، اس احساس کے بیدار ہو جانے کے بعد انسانی معاشرہ وسماج کی ہر کل بیٹھ جائے گی، اور خرابیاں دور ہو جائیں گی جن کے سبب سے زندگی عذاب بنی ہوئی ہے۔ باہمی بغض وعداوت، حسد وکینہ، اختلاف وانتشار، انانیت وتکبر کی جڑیں کٹ جائیں گی اور وہ انسان جو اپنے ہی جیسے انسانوں سے ڈرتا اور سہما سہما سا رہتا، اس کو دیکھ کر اسے خوشی ہوگی کوئی خوف وخطرہ بھی ہوگا تو وہ دور ہو جائے گا، اور ایک ایسا صاف ستھرا، پرامن وپرسکون سماج ومعاشرہ وجود میں آئے گا جس میں پیار ومحبت اور انسانیت دوستی کے پھول کھلیں گے آرام وچین کی خوش گوار ہوائیں چلیں گی انسان انسان کو دیکھ کر خوش ہوگا۔

اس وقت پوری دنیا خوف وخطرہ کے جس طوفان بلاخیز سے دوچار ہے اس کا اصل سبب ایک قادر مطلق کے بنائے ہوئے غیبی نظام کی طرف سے غفلت وبے فکری ہے۔

انسان دھوکا اس سے کھا رہا ہے کہ اس کی پکڑ بروقت نہیں ہو رہی ہے۔ اس نظام میں تو انسان کو جانچنے اور پرکھنے کے لئے بر بنائے رحمت اور اتمام حجت، اس کو بہت زیادہ ڈھیل اور موقع دیا جاتا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھا کر سنبھل جائے، کبھی کبھی معمولی داروگیر کی جاتی ہے کہ روئے اور گڑگڑائے، اپنی غلطیوں سے باز آجائے اور فانی اور آنی جانی دولت وشہرت، قوت وطاقت کے نشہ میں مست ہو کر بے لگام نہ ہو جائے، لیکن جب وہ نہیں سنبھلتا تو پکڑ وگرفت کی ڈوری اتنی ڈھیلی کر دی جاتی ہے کہ بجائے سزا کے اور زیادہ وسائل زندگی اور سامان عیش وطرب کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تاکہ اس نظام کا بنانے والا جو عزیز بھی ہے اور حلیم بھی دیکھے کہ یہ ذرۂ خاک اپنی حقیقت کو بھول کر نشہ قوت میں کہاں تک جاتا ہے اور کتنا اُدھم مچاتا ہے۔ اس کے بعد پھر جب وہ پکڑتا ہے تو اس طرح جیسے بلی چوہے کو یا چیل مرغی کے چوزے کو۔

قرآن کریم نے جو انسانوں کی فلاح وکامرانی ہی کے لئے بطور ہدایت ورہنمائی، اور رب کریم کی رحمت بیکراں کے ظہور کے لئے نازل ہوا ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں بھی بیان کر دی ہیں کہ یہ مسجود ملائک شیطان کے فریب سے ہوشیار ہو جائے، چنانچہ ان ظالموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۔

(سورہ انعام ۔۴۴)

پھر جب انھوں نے نصیحت کو جو ان کو کی گئی تھی فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں سے جو ان کو دی گئی تھیں خوب خوش ہو گئے تو ہم نے ان کو ناگہاں پکڑ لیا اور وہ اس وقت مایوس ہو کر رہ گئے۔

آیت سے معلوم ہوا کہ خدا فراموش اور

نافرمانوں کی ترقیاں باعث عبرت ہیں نہ کہ باعث رشک وحسرت، خالق کائنات کے ڈھیل کی مدت انفرادی اور اجتماعی طور پر تو بہت زیادہ نہیں ہوتی پھر بھی کبھی کبھی دس بیس سال کا موقع مل جاتا ہے، لیکن قومی اور ملکی سطح پر جو کسی خاص نظریہ اور فلسفۂ حیات پر قائم ہو، کبھی کبھی ستر اسی سال بلکہ کبھی کبھی تو صدی دو صدی کی بھی ڈھیل دے دی جاتی ہے کہ اہل ایمان کا امتحان ہو وہ اپنی کوتاہیوں کا جائزہ لیتے رہیں اور اپنا محاسبہ کرتے رہیں، اور ان سرکشوں کو خوب کھیل کھیلنے کا موقع دیا جائے کہ ان کا انجام بڑا عبرتناک ہوتا ہے جس کی بہت سی مثالیں قرآن کریم نے بیان کی ہیں کہاوت ہے کہ "اللہ کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے"، ایسا بھی کہا جاتا ہے کہ "اللہ کی لاٹھی میں آواز نہیں مگر دنیا کے عیش وطرب کا یہ خدا فراموش متوالا تاویلیں کر کے اپنی پرانی ہی روش پر قائم رہتا ہے۔

زمانے بھر کو سمجھانا تو مشکل ہے وہ نشہ قوت وطاقت میں اندھا بہرا ہو چکا ہے ہاں اہل ایمان کے ایمان ویقین کا تقاضا یہی ہے کہ وہ غیبی نظام کی پکڑ اور اس کی عبرت ناک سزا سے ڈریں جو صرف وقتی نہ ہوگی بلکہ لمبی ہوگی، اور زندگی کی کٹھن گھڑیوں میں قرآنی ہدایات کی روشنی میں وسائل واسباب کے اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی خصوصی ہدایت وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ پر پوری طرح عمل کیا جائے، کہ مومن کی اصل طاقت یہی ہے اور اس کے کھو جانے ہی سے مصائب وآلام نے گھیر لیا ہے۔

نعت رسول ﷺ

مولانا محمد ثانی حسنی

جہاں ہے نور کا اک شامیانہ سجی ہے جس جگہ بزم شہانہ
جہاں لعل وگہر کا ہے خزانہ مبارک ہے، جہاں کا ہر زمانہ
دنت عن ناظری تلك الخيام
علىٰ سكانها منى السلام

جہاں کا ذرہ ذرہ ہے منور جہاں کا خار بھی گل سے ہے بہتر
جہاں ملتے ہیں جھک کر ماہ وانجم جہاں کا ہر مکیں محبوب ودلبر
دنت عن ناظری تلك الخيام
علىٰ سكانها منى السلام

جہاں کی ہر گلی دار الشفا ہے جہاں کا چپہ چپہ دل کشا ہے
جہاں کی دل نواز آب وہوا ہے جہاں کی زندگی راحت فضا ہے
دنت عن ناظری تلك الخيام
علىٰ سكانها منى السلام

جہاں ہے اہلِ حق کی ایک بستی جہاں معدوم ہے باطل پرستی
جہاں دن رات رحمت ہے برستی جہاں چھائی ہے دل پر کیف ومستی
دنت عن ناظری تلك الخيام
علىٰ سكانها منى السلام

ہے جس کا نام طیبہ اور مدینہ جہاں آتا ہے جینے کا قرینہ
دلِ مضطر کو ملتا ہے سکینہ دلوں سے دور ہو جاتا ہے کینہ
دنت عن ناظری تلك الخيام
علىٰ سكانها منى السلام

زہے آرام گاہِ شاہ لولاک زہے وہ مرکز اصحاب ادراک
وہاں کا عالمِ پاک اور ہم خاک چہ نسبت خاک را با عالم پاک
دنت عن ناظری تلك الخيام
علىٰ سكانها منى السلام

مرد، وہ ہیں جو زمانہ کو بدل دیتے ہیں

● حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ۝ (سورہ کہف ۱۳-۱۴)

یہ سورہ کہف کی ایک آیت ہے اس کا عنوان اگر اس زمانہ کے اسلوب اور اسٹائل میں مقرر کروں تو کہوں گا "قصہ سات جواں مردوں کا"[1] اس قصہ میں نسل انسانی کے نوجوان عنصر کے لئے خصوصی پیغام، اور ایک اعلیٰ نمونہ ہے جو ہر زمانہ میں کام دے سکتا ہے اور جو صرف دماغ و دل پر نہیں، بلکہ صلاحیتوں، حوصلوں اور عزائم پر بھی ایک تازیانے کا کام دے سکتا ہے، وہ کبھی شبنم ٹپکاتا ہے، کبھی پھول کی جھڑیاں لگاتا ہے، مجھے بھی آج نوجوانوں کے سامنے نوجوانوں کا قصہ سنانا ہے، اور میں کیا سناؤں گا قرآن مجید سناتا ہے، یہ وہ نوجوان ہیں جن کو قرآن نے ان کا تذکرہ کرکے لافانی بنا دیا ہے، اور ہر دور کے نوجوانوں کے لئے قابل تقلید نمونہ اور آئیڈیل، بات بڑی مختصر، بڑی سادہ، لیکن بڑی عمیق اور سبق آموز ہے،

قصہ یہ ہے کہ رومن امپائر کے ایک حصہ میں جو شام و فلسطین کہلاتا ہے ایک دعوت پیدا ہوئی جس کے لانے والے سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے جو ہم مسلمانوں کے نزدیک بھی خدا کے پیغمبر برحق ہیں، انھوں نے توحید کی دعوت دی اس وقت ساری دنیا میں شرک پھیلا ہوا، اور ہر طرف گھٹا ٹوپ تاریکی چھائی ہوئی تھی، اس اندھیرے میں ایک روشنی چمکی، حضرت عیسیٰؑ نے شرک، نسل پرستی، رسم پرستی، توہم پرستی، ظاہر پرستی، اور انسانیت کے استحصال کے خلاف آواز بلند کی جس کی اصل اساس توحید اور سچی خدا پرستی تھی، اس دعوت کو کچھ لوگوں نے تسلیم کیا۔ اور وہ اس کے حامل و داعی بن گئے، انھوں نے اپنے اس قلمرو سے باہر قدم نکالا، اور رومی شہنشاہیت کے مرکز کے قریب جاکر دعوت پیش کی۔ اکثر دیکھا گیا ہے، کہ سن رسیدہ اور پختہ کار لوگوں کے مقابلہ میں (جن کے پاؤں میں تجربات، مفادات، رسم و رواج، اور خوف و امید کی بھاری بیڑیاں پڑی ہوتی ہیں اور ان کو کسی نئے تجربے اور انقلابی قدم سے باز رکھتی ہیں) نوخیز اور جواں سال (جن کے پاؤں میں بیڑیاں نہیں ہوتیں) اور ان کی وابستگیاں، اور ان کا (ATTACHMENT) ان چیزوں کے ساتھ نہیں ہوتا جن کے ساتھ عموماً بڑی عمر والوں کا ہوا کرتا ہے، نئی اور صالح دعوت کو جلد قبول کر لیتے ہیں، قرآن مجید ان نوجوانوں کی عمر کا تعین نہیں کرتا۔ اور یہی قرآن مجید کا طریقہ ہے، اگر وہ کہتا کہ ۱۸-۲۰ سال کے نوجوان تھے، تو اس سے اوپر اور اس سے نیچے کی عمر والوں کو بہانہ مل جاتا کہ ہمارا قصہ نہیں ہے، قرآن کہتا ہے "اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ" وہ چند نوجوان تھے، جو حضرات عربی کا ذوق رکھتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ "فِتْيَةٌ" کے لفظ میں عمر کی جوانی کے ساتھ دل و دماغ اور حوصلوں اور عزم و ارادہ کی جوانی کی طرف بھی اشارہ آگیا ہے۔ اس لئے اس کے ترجمہ میں میں نے "جواں مرد" کا لفظ اختیار کیا، "فتیۃ" "فتی" کی جمع ہے "فتی" کی جمع "فتیان" بھی آتی ہے، لیکن "فتیۃ" جمع قلت کے لئے استعمال ہوتا ہے، اس طرح قرآن اشارہ دیتا ہے کہ وہ گنتی کے چند نوجوان تھے اور یہی ہمیشہ ہوا ہے کہ جب خدا پرستی اور اصلاح حال کی صحیح دعوت آئی ہے تو اس کے ماننے والے ابتداء میں تھوڑے ہوئے ہیں، جن کو خدا نے اس کی توفیق دی اور ان کو یہ ہمت ہوئی۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اسمائے حسنیٰ اور صفات میں سے "رب" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ "اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ" یہ بات بہت معنیٰ خیز ہے، اس لئے کہ حکومتوں کو اپنے یہاں کے باشندوں کا رازق ہونے کا بھی (کبھی زبان قال سے اور کبھی زبانِ حال سے) دعویٰ ہوتا ہے اور ان کے ساتھ اس طرح کے خیالات اور عقیدے وابستہ ہو جاتے ہیں کہ اگر اپنی پرورش

[1] قرآن مجید میں آتا ہے کہ کسی نے کہا چار تھے پانچواں ان کا کتا تھا، کسی نے کہا چھ تھے ساتواں ان کا کتا تھا کسی نے کہا سات تھے آٹھواں ان کا کتا تھا اس کے بعد قرآن مجید نے آگے کوئی ہندسہ نہیں بتایا، اس سے مفسرین اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ وہ تعداد میں سات ہی تھے۔

کا سامان کرنا ہے۔ اور عزت و راحت کی زندگی گذارنی ہے، تو ان حکومتوں سے اپنے کو متعلق کرنا پڑے گا۔ ان کا غاشیہ بردار ہو کر رہنا، اور ان کی رکاب میں چلنا پڑے گا۔ ان کی ہاں میں ہاں ملانا ہوگا۔ اس کے بغیر رزق اور خوشحال و فارغ البال زندگی کے دروازے یکسر بند ہیں، قرآن جو لفظ کہتا ہے وہ اپنی جگہ پر انگوٹھی میں نگینہ کا کام دیتا ہے۔ پوری پوری کتابوں کا مضمون ایک لفظ میں آجاتا ہے، یہ جواں مرد انسانوں کے اس جنگل میں کھڑے ہو گئے، جہاں اس رومن امپائر کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ جو اس وقت دنیا کی سب سے منظم، سب سے متمدن دنیا کو اس وقت کا سب سے ترقی یافتہ قانون دینے والی، دنیا کے سب سے وسیع خطہ پر حکومت کرنے والی شہنشاہی تھی، انگریزی محاورہ کے مطابق اس حکومت کی ناک کے نیچے اور بالکل آنکھوں کے سامنے چند نوجوان کھڑے ہو جاتے ہیں، اور اس دعوت کو قبول کر کے اس کا اعلان کرتے ہیں جو اس وقت کا صحیح مذہب اور اس عہد کا اسلام تھا۔ اس وقت تک مسیحیت میں تحریف نہیں ہوئی تھی، اس کے وہ داعی وہاں پہونچے تھے، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیغام کے صحیح علمبردار تھے، انھوں نے کہا کہ ہمارا رازق اور ہماری پرورش کا ذمہ دار حکومت نہیں ہے، ہمارا رازق اور پروردگار خدا ہے اور وہی ہماری پرورش کا ذمہ دار ہے، "رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"۔ ہماری پرورش کرنے والا وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے، یہ بات اس منظم سلطنت میں کہی گئی تھی، جس نے وسائل معیشت پر قبضہ کر رکھا تھا، گویا وہاں کے باشندوں کی قسمت و روزی کی مالک بن گئی تھی، اور بظاہر نفع و ضرر کی ساری طاقتیں اسکے ہاتھ میں آگئی تھیں، اس وقت دانشمندی۔ اور حقیقت پسندی کا ایک ہی ثبوت تھا، کہ حکومت کے دامن سے وابستہ ہو کر حکومت کے عقیدہ کو اختیار کر کے کم سے کم اس عقیدہ پر سکوت اختیار کر کے اس قلمرو میں اچھی زندگی گذاری جائے، انھوں نے پوری یونانی دیومالا GREECK (MYTHOLOGY اور رومی دیومالا (ROMAN MYTHOLOGY) کا انکار کیا جو اس وقت کی رومی تہذیب، تمدن و معاشرت اور عقائد و اعمال میں سرایت کر چکی تھی اور پورا معاشرہ مشرک اور توہم پرست بن گیا تھا۔ یونان اور روم (اور قدیم ہندوستان میں بھی) صفات الٰہی کا تصور دیوتاؤں کی شکل میں کیا جاتا تھا۔ اور ان کے نام پر بڑے بڑے معبد اور ہیکل بنے ہوئے تھے یہ محبت کا دیوتا ہے، یہ شفقت کا، یہ روزی دینے کا، یہ جنگ کا، یہ ہیبت و جلال کا، یہ بارش کا، ان نوجوانوں نے بیک زبان ان سب کا انکار کیا اور کہا:-

رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ۝ هٰۤؤُلَاۤءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ (الکہف ۱۴-۱۵)

ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، ہم اس کے سوا کسی کو معبود سمجھ کر نہیں پکاریں گے (اگر ایسا کیا)، تو اس وقت ہم نے بعید از عقل بات کہی، ہماری قوم کے ان لوگوں نے اس کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں یہ (ان کے خدا ہونے پر) کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے تو اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر جھوٹ افتراء کرے۔

یہاں قرآن مجید نے ایک اور حقیقت بیان کر دی وہ یہ کہ پہلا قدم آدمی کی طرف سے اٹھتا ہے، پہلے ہمت اس کی طرف سے ہونی چاہئے۔ اس کے بعد اللہ کی طرف سے مدد آتی ہے، "اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى" (وہ اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کیا) اگر آدمی اس کا منتظر رہے کہ کوئی چیز خود بخود دل میں نفوذ کر جائے اس کے گلے منڈھ دی جائے تو یہ صحیح نہیں : پہلے خود فیصلہ اور ہمت کرنی ہوگی اس کے بعد خدا کی مدد آتی ہے، فرماتا ہے: "وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ" (ہم نے ان کے دلوں کو سہارا دیا) اس لئے کہ ان کا واسطہ اس زمانہ کی سب سے عظیم اور قہرمان سلطنت سے تھا، وہ سرکاری مذہب کو چھوڑ کر نیا دین اختیار کر رہے تھے۔

یہ اصحاب کہف کا واقعہ ہے مجھے شرق اردن کے سفر (۱۹۷۳ء) میں اس غار کو دیکھنے کا اتفاق ہوا جہاں وہ محو خواب ہیں، اردن کے آثار قدیمہ کے ڈائریکٹر محقق فاضل رفیق وفا الدجانی صاحب نے اس کی زیارت کرائی، اور علمی و فنی دلائل سے ثابت کیا کہ یہی اصحاب کہف کی جگہ ہے، تاریخ بتاتی ہے کہ اس واقعہ کو صدیوں تک نظم کیا جاتا رہا ہے اور وہ وہاں کی ادبیات کا ایک جزو بنا رہا ہے، میں نے بہت تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب "معرکۂ ایمان و مادیت" میں تقابلی مطالعہ کی روشنی میں اس پر نظر ڈالی ہے، تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان نوجوانوں میں سے اکثر اہل دربار کی اولاد تھے، یعنی یہ سلطنت کے خاندانی نمک خوار تھے، کسی کے باپ، کسی کے چچا، کسی کے بڑے بھائی، اس وقت رومن امپائر کے کسی بڑے عہدے پر فائز

تھے۔ اس لئے یہ مسئلہ اور زیادہ پیچیدہ اور نازک بن گیا کہ بات صرف اتنی نہ تھی کہ چند بے تعلق اور سر پھرے نوجوان کھڑے ہوگئے انھوں نے بغاوت کا نعرہ لگایا اور کہہ دیا کہ ہم سرکاری مذہب کو نہیں مانتے، ہم نے ایک نیا دین قبول کیا ہے، یہ وہ لوگ تھے، جن کے ساتھ پورے پورے خاندان اور خاندانوں کی قسمت اور عزت وابستہ تھی۔ ان کے اس اقدام سے ان کے والدین، ان کے خاندان کے بزرگ اور ذمہ دار نازک پوزیشن میں مبتلا ہوگئے، ان سے براہِ راست سوال کیا جاسکتا تھا کہ تم نے اپنے فرزندوں اور خوردوں کو اس باغیانہ اقدام سے کیوں نہیں روکا؟ دوسری طرف خود ان بزرگانِ خاندان کے لئے ایک بڑی آزمائش تھی کہ وہ ان نوجوانوں کے متکفل تھے، وہ ان سے بڑی امیدیں رکھتے تھے۔ اور ان کو ان کا مستقبل شاندار نظر آتا تھا۔ ایک جگہ قرآن مجید نے اس نفسیاتی کیفیت کو جو خاندان کے بزرگوں اور ذمہ داروں کو نوجوانوں کے اس طرح کے اقدام سے پیش آتی ہے بڑے بلیغ انداز میں بیان فرمایا ہے جب حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود میں توحید اور دین حق کی دعوت پیش کی تو قوم کے سربرآوردہ لوگوں نے بڑے درد اور دل کی چوٹ کے ساتھ کہا کہ صالح تم سے تو آئندہ کے لئے بڑی امیدیں اور توقعات وابستہ تھیں، خیال تھا کہ تم سیدھے سیدھے اس لائن پر چل کر (جس پر قوم چل رہی ہے) اور اس میں کچھ امتیاز پیدا کرکے اپنے خاندان کا نام روشن کروگے۔ اور اپنی قوم کے لئے عزت و افتخار کا باعث ہوگے۔ "قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا" (صالح تم ہماری امیدوں کا مرکز تھے) تم نے ہماری امیدوں پر پانی پھیر دیا، تم یہ نئی دعوت لے کر کھڑے ہوگئے، اور پوری قوم کو مخالف بنایا "مَرْجُوًّا" کا تقریباً وہی مفہوم ہے، جو انگریزی میں لفظ (PROMISING) کا ہے جو کسی ایسے ہونہار طالب علم یا نوجوان کیلئے بولا جاتا ہے جس کا مستقبل درخشاں نظر آتا ہے، یہ نوجوان گنتی میں بہت تھوڑے تھے، اور بعض قرائن وقیاسات کی بناء پر سات سے زیادہ ان کی تعداد نہیں تھی، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ کئی سو آدمیوں کی قسمت وابستہ تھی، ہر ایک کے ساتھ پورا پورا خاندان اور برادری کا سلسلہ تھا۔ اور وہ سب ان کے اس اقدام کی وجہ سے خطرہ میں پڑگئے تھے، اور شک کی نگاہوں سے دیکھے جانے لگے تھے۔ وہ کتنے خاندانوں کی امیدوں کا مرکز تھے، اور کتنے گھروں کی ترقیاں و خوش حالیاں ان سے وابستہ تھیں؟ اس کی طرف لوگوں کی کم نظر جاتی ہے، بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ سات آٹھ کا معاملہ کیا؟ پکڑے گئے تو پکڑے گئے اور مارے گئے تو مارے گئے! اگر زندگی کی آسائشوں سے محروم ہوئے تو سات ہی آدمی تو محروم ہوئے، یہ نہیں سوچتے کہ معاملہ کبھی ایک اکیلے آدمی کا نہیں ہوتا، متمدن زندگی میں فرد واحد (اکائی) کا تصور مشکل ہے، شعراء تو اس کا تصور کرسکتے ہیں لیکن واقعات کی دنیا میں اکثر فرد واحد کا وجود نہیں ہوتا اس کے تعلقات و روابط کتنے لوگوں سے ہوتے ہیں اس لئے فرد واحد فرد واحد نہیں ہوتا۔ اگر یہ سات بغاوت کرتے ہیں تو سمجھئے کہ ستر خاندان زد میں آجاتے ہیں، اس لئے مسئلہ بہت اہم تھا اور اسی لئے قرآن مجید نے اس کو بطور مثال پیش کیا ہے، اس وقت تاریخ کی کتابوں میں یہ تفصیل نہیں مل سکتی کہ کس طرح سے ان کو ڈرایا دھمکایا گیا اور کس کس طرح کی ان کو لالچیں دی گئیں اور سبز باغ دکھائے گئے۔ ایسے اقدامات سے روکنے کے لئے (خاص طور پر جبکہ مقابلہ میں نوخیز اور نوجوان ہوں) ترہیبات (ڈرانے والی چیزوں) کے ساتھ ترغیبات (راغب کرنے والی چیزیں) بھی ہوتی ہیں۔ اور اکثر ترہیبات کے مقابلہ میں ترغیبات زیادہ مؤثر اور کامیاب ثابت ہوتی ہیں، ایک بزرگ نے جن کا دونوں چیزوں سے واسطہ پڑا تھا، فرمایا کہ توڑے کوڑوں سے زیادہ نازک ہوتے ہیں، طاقتیں اور حکومتیں کبھی کوڑے سامنے لاتی ہیں، اور کبھی توڑے (اشرفیوں کی تھیلیاں) ان نوجوانوں کے سامنے کوڑے بھی آئے ہوں گے اور توڑے بھی، انھوں نے کوڑوں کو بھی سہہ لیا، اور توڑوں کا بھی توڑ کرلیا اور یہ اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو قوت و سکون اور صبر و تحمل اور قربانی و ایثار کی دولت عطا فرمائی، "وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ"

ہمیشہ ملک و معاشرہ اس وقت بچا ہے جب کچھ لوگوں نے اپنے مستقبل کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں، وہ ناسمجھ اور غیر متوازن (ABNORMAL) بھی نہیں تھے، ان کی گفتگو بتاتی ہے۔ کہ وہ صحیح الحواس، صحیح الدماغ دانا اور فرزانہ نوجوان تھے لیکن بات یہ تھی کہ ان کی روح صرف اس بات سے تسکین نہیں پاسکتی تھی کہ ان کو روٹی کپڑا ملتا رہے، ان کے ذہن میں یہ تھا کہ یہ تو کسی امیر گھر کے کتے کا راتب ہے۔ اس کو بعض اوقات ایسا اچھا دودھ ملتا ہے جو بہت سے غریب گھرانوں کے بچوں کو بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اور وہ ایسے ناز و نعم سے رکھے جاتے ہیں جس کا بہت سے انسان (جو اشرف المخلوقات ہیں) خواب بھی نہیں دیکھ سکتے، لیکن ہزار ناز پروردہ کتے ایک ایسے فاقہ کش انسان پر قربان جس کو معرفتِ الٰہی اور ایمان کی دولت حاصل ہے، اور اللہ نے اس کو اپنے ہم جنس انسانوں کی فکر اور درد نصیب کیا ہے وہ طے کرلیتے ہیں کہ ہمیں

اپنی جگہ بنانی نہیں ہے، اور جانوروں کی طرح کھاپی کر دنیا سے رخصت نہیں ہوجانا ہے، ہمیں اپنے کو بھی اس خطرے اور ہلاکت سے بچانا ہے جو غلط عقائد، غلط مقاصد، غلط اعمال اور خراب اخلاق کی صورت میں ہمیں پیش آنے والا ہے، اور اپنی قوم، ملک اور معاشرہ کو بھی ان مصیبتوں اور خطروں سے بچانا ہے جو ان کے سر منڈلا رہے ہیں، انسانی تاریخ اس کی شہادتیں پیش کرتی ہے کہ ایسے باہمت افراد کامیاب ہوجاتے ہیں اور پوری پوری قوم اور ملک کو اپنی آسائش اور ملک کی قربانی دیکر بچالے جاتے ہیں، انسانیت کی آبرو انہیں کے دم سے ہے، اور امن و امان صلاح و فلاح، حق و صداقت اور دعوتِ حق کا تسلسل انھیں سے قائم ہے

ہمارا ملک اخلاقی طور پر اس وقت احتضار کی کیفیت "سکرات" سے دوچار ہے، وہ کوہِ آتش فشاں کے دہانے پر کھڑا ہے پورے ملک میں کرپشن وبا کی طرح پھیلا ہوا ہے، کارکردگی فرض شناسی، محنت کوشی، جفاکشی اپنے ملک سے سچی محبت اور اپنے ہم وطنوں کے ساتھ ہمدردی عنقا ہے، انتظامیہ میں دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص اس لئے بیٹھا ہوا ہے کہ اپنی جیب بھرے وہ قابل رشک انسان ہے جو جیب کے بجائے کاغذ کا پیٹ بھرنے (اپنا وقت پورا کرنے) کی فکر میں ہے، اگر کوئی سامنے آتا ہے تو غور سے دیکھا جاتا ہے کہ اس سے کتنی بڑی رشوت لی جاسکتی ہے، غور سے اس لئے نہیں دیکھا جاتا کہ اس کے چہرے پر کیا اتار چڑھاؤ ہے، وہ کس مصیبت میں مبتلا ہے؟ بلکہ اس لئے دیکھا جاتا ہے کہ چہرہ کیا بتاتا ہے کہ وہ کس (STANDRAD OF LIVING) سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ مدت کے بعد اپنے وطن آنے والے مسافر کو بجائے وطن پہنچنے کی خوشی کے سہم چڑھ جاتا ہے کہ معلوم نہیں اس کو کس ذلت اور کس مصیبت سے واسطہ پڑے، اور کس کو کیا رشوت دینی پڑے، یہ کیوں نہیں ہوتا کہ ہندوستانی اپنے ملک کی سرحد پر (خواہ وہ ہوائی یا زمینی) اگر عزت و سکون محسوس کرے اور خوش ہو کہ ہم اپنے گھر آئے۔ میں آپ کو یہ دعوت نہیں دیتا کہ آپ کالج چھوڑ کر قوم و ملک کی خدمت میں لگ جائیں، آپ ٹھوس خدمت جبھی کرسکیں گے، جب آپ اچھی طرح پڑھیں گے، تعلیم میں امتیاز حاصل کریں گے اور یہاں سے نیک نام ہوکر نکلیں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اچھے کارگذار، فرض شناس، محب وطن، اور اگر مسلمان ہیں تو اچھے مسلمان بنیں، آپ کے اندر مدد کا جذبہ ہونا چاہئے آپ کے اندر کام کرنے سے وہ خوشی ہونی چاہئے جو آرام کرنے سے نہیں ہوتی۔ اس وقت پورے ملک کا نظام ڈھیلا ہوگیا ہے، اور عام زندگی مشکل ہوگئی ہے، کس کس محکمہ کس کس شعبۂ زندگی کا رونا رویا جائے۔

میں اپنے مسلمان بچوں سے خاص طور پر کہتا ہوں، کہ کسی کا یہ اخلاقی یا شہری فرض ہو تمہارا تو یہ مذہبی فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝" (ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے جو لوگوں سے ناپ کرلیں تو پورا لیں، اور جب ان کو ناپ کر یا تول کردیں تو کم دیں) کتنی بڑی حقیقت خدا نے بیان کی ہے، یہ صرف دودھ کی دوکان یا پرچون کی دوکان کا معاملہ نہیں، "تطفیف" (کم تولنا اور ڈنڈی مارنا) کا عمل پوری زندگی میں ہوسکتا ہے، آج ہمارا پورا انتظامی ڈھانچہ اور معاشرہ "مطفف" بن گیا ہے، سب کا مرض "تطفیف" ہے، اپنا حق پورا وصول کرنا، یا وصول کرنے کے لئے لڑنا، اور دوسروں کا فرض نہ ادا کرنا، یا ادھورا ادا کرنا، اگر آپ کو ہندوستان میں باعزت زندگی گذارنی، اور اپنا مقام پیدا کرنا، یا اپنا مقام محفوظ رکھنا ہے تو اس کا ذریعہ صحیح دینداری بلند و بے داغ کردار اور عملی نمونہ پیش کرنا ہے۔ اگر آپ اس ملک کی قیادت بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا راستہ بھی یہی ہے کہ آپ اپنے دین کی تعلیمات، قرآن کی ہدایت اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے اسوہ و سیرت پر چلیں، اور ان جواں مردوں کی تقلید کرکے (جن کا قصہ قرآن کی سورہ کہف میں بیان کیا گیا ہے) اپنے مستقبل اور ترقی کے امکانات کو خطرہ میں ڈال کر ملک کو (اور اگر اللہ ہمت بلند اور وسیع نظر کرے) تو انسانیت کو خطرے سے بچانے کی کوشش کریں، اکبر نے صحیح کہا ہے ؎

ناز کیا اس پہ جو بدلا ہے زمانے نے تمہیں
مرد وہ ہیں جو زمانہ کو بدل دیتے ہیں۔

دس دوست دس دشمن

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو ایک مرتبہ ان کے کسی دوست نے کہا کہ بڑے لوگوں کے دس دوست، دس دشمن، آپ اپنی حفاظت کے لئے (باڈی گارڈ) محافظوں کا انتظام کرلیجئے، گھر پر پہرے کا انتظام کرلیجئے، مشورہ دینے والے سے تو کچھ نہ کہا، لیکن نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور گویا ہوئے، اے اللہ! اگر سوائے روز قیامت کے کوئی اور خوف رکھتا ہوں تو اپنی امان میں نہ رکھ۔

نئی نسل کی تربیت میں ماں کا کردار

حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی

ذیل کا مضمون مدرسۃ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ للبنات امین آباد، لکھنؤ میں حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی صاحب ناظم ندوۃ العلماء کی وہ تقریر ہے جو انھوں نے استانیوں اور طالبات کے سامنے فرمائی۔ یہ تقریر امامہ عرفان نے ٹیپ ریکارڈ سے نقل کر کے ادارہ کو دیا۔ افادۂ عام کی غرض سے ہم ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

میری عزیز بہنو اور طالبات!

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمارے باشعور حضرات کے ذہنوں میں بچیوں کی تعلیم کا احساس پیدا کیا کیونکہ بغیر تعلیم کے ہماری خواتین زندگی کے چیلنجوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور نہ ان مسائل کو بحسن و خوبی حل کر سکتی ہیں جو مختلف ذمہ داریوں کے تحت درپیش ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے علم کو ایک روشنی اور قندیل بنایا ہے جس سے زندگی کے نشیب و فراز کا پتہ چلتا ہے اور اچھے برے کا امتیاز ہوتا ہے علم زندگی کے مختلف شعبوں میں استعمال ہوتا ہے اور مختلف شعبوں میں اس کی ضرورت پڑتی ہے، ایک انسان کی زندگی کے بنیادی شعبے کھانے پینے، رہنے سہنے، اور اپنے ہم جنس لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے اور ان کے ساتھ زندگی گزارنے سے تعلق رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان سب ضروریات کی تکمیل کے لئے مناسب اسباب و وسائل اس دنیا میں پیدا فرمائے ہیں آدمی کی غذا کا مسئلہ ہو یا اس کی رہائش کا، اہل و عیال کا مسئلہ ہو یا ان کے ساتھ زندگی گزارنے کا مسئلہ ہو، ان سب کے حل کے لئے جو وسائل چاہئے ان کو اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین میں رکھ دیئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ (سورہ حجر۔ ١٩۔٢١)

اور زمین کو بھی ہم ہی نے پھیلایا اور اس پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیئے اور اس میں ہر ایک سنجیدہ چیز اگائی۔ اور ہم نے تمہارے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن کو تم روزی نہیں دیتے اس میں معاش کے سامان پیدا کئے۔ اور ہمارے ہاں ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم ان کو بمقدار مناسب اتارتے رہتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے سارے اسباب و وسائل پیدا فرما دیئے ہیں اب انسان کا کام ہے کہ وہ ان وسائل کو معلوم کرے اور اپنی ضروریات کے مطابق ان سے فائدہ اٹھائے لیکن زندگی کے وہ شعبے جن کے لئے وسائل کی ضرورت ہے ان میں مومن اور کافر کا فرق ہو جاتا ہے۔ کافر اس دنیا کے اندر جسمانی آرام حاصل کر لے اور عیش و عشرت کی زندگی گزارنے کے لئے ان اسباب و وسائل کو بروئے کار لاتا ہے اس سے زیادہ کسی اور بات کی اس کو فکر نہیں وہ زندگی کے ان تقاضوں سے بے پروا رہتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آخرت کی کامیابی کے لئے طے فرمائے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اس دنیا میں چاہے تکلیف میں رہے چاہے آرام میں آخرت میں اس کو کچھ نہیں ملتا۔ لیکن مومن کے ساتھ اللہ کا یہ معاملہ ہے کہ دنیا میں بھی اس کو راحت و عافیت عطا کرتا ہے اور آخرت کی راحت بھی اس کے لئے ہے اس نے اپنے نبیوں کے ذریعہ جو باتیں بتائی ہیں اور جو علم دیا ہے اس سے آخرت کی کامیابی کے ذرائع معلوم کرتا ہے اس طرح اس کو دنیا میں بھی آرام و راحت کے ذرائع معلوم ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی امن و چین کے اسباب معلوم ہوتے ہیں جن سے فائدہ اٹھا کر وہ دنیا و آخرت دونوں سنوار سکتا ہے۔

دیکھا گیا ہے کہ لوگوں کی توجہ عام طور پر صرف دنیاوی تعلیم کی طرف ہوتی اس میں وہ کمال پیدا کرتے ہیں اور وہ سارے وسائل و اسباب جو اللہ نے دنیا کے حصول کے لئے مہیا فرمائے ہیں ان کو معلوم کر کے ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن اس میں مسلمان اور کافر برابر ہیں کیونکہ وہ راستے جس طرح مسلمانوں کے لئے کھلے ہیں اسی طرح کافروں کے لئے کھلے ہیں لیکن مومن کا امتیاز یہ ہے کہ وہ ساتھ ساتھ آخرت کا علم حاصل کرتا ہے اور دنیا کی زندگی کے ساتھ ساتھ آخرت کی زندگی بھی سنوار کر دونوں جگہ سرخروئی حاصل کرتا ہے۔ علم انسان کی خصوصیت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کو علم کی خصوصیت عطا فرمائی اور اس کا تذکرہ اپنے فرشتوں سے فرمایا کہ ہم نے ان کو یہ علم عطا کیا ہے۔ بتاؤ تمہیں یہ علم حاصل ہے فرشتوں نے کہا: اے پروردگار اتنا ہی معلوم ہے جتنا آپ نے ہم کو بتا دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی بات ہے جس کو تم نہیں جان سکتے نہیں سمجھ سکتے ہم نے انسانوں کو دوسری مخلوقات پر جو فوقیت دی ہے وہ اسی علم کے سبب سے ہے۔

علم ایک لالٹین ہے جس سے راستہ چلنے کے لئے روشنی ملتی ہے۔ اگر روشنی نہ ہو تو آدمی ٹھوکر کھا کر گر سکتا ہے۔ تو جس طرح مادی اور ظاہری راستوں کو دیکھنے کے لئے قندیل اور لالٹین کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح اخلاقی اور علمی راہوں کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے اپنے نبیوں کے ذریعہ جو علم بھیجا ہے اس کو حاصل کر کے اور اس سے روشنی حاصل کر کے ہم اپنی زندگی کے راستے روشن کر سکتے ہیں اور زندگی کو معقول اور کامیاب طریقہ سے گزار سکتے ہیں۔ یہ ساری باتیں جو انسانی سلیقہ سے تعلق رکھتی ہیں ان میں اس کی ترقی اور کامیابی کا اصل ذریعہ علم ہے، علم کے ذریعہ سے آدمی اپنی صحیح راہ بناتا ہے اور اچھے برے کی تمیز کرتا ہے اور اپنے مقصد کو سمجھتا ہے اور مقصد کے مطابق وسائل اختیار کرتا ہے ان سب کے لئے علم کی ضرورت ہوتی ہے، زندگی میں جو تقاضے پیدا ہوتے ہیں اور جو مطالبات ابھرتے ہیں ان سب کو پورا کرنے کے لئے علم کی ضرورت پڑتی ہے آپ دیکھیں گی کہ جو لوگ علم نہیں حاصل کرتے ان کی زندگی بڑی معیوب زندگی ہوتی ہے، بڑی معذور زندگی ہوتی ہے، وہ بڑے کام انجام نہیں دے سکتے ہیں، وہ اہم کردار انجام نہیں دے سکتے، وہ انقلاب نہیں لا سکتے، وہ لوگوں کی سیرت کو نہیں بنا سکتے، وہ کوئی بڑا مقصد نہیں حاصل کر سکتے۔ دیہات کے لوگ ہیں جنھوں نے تعلیم نہیں حاصل کی، ان کا کام کیا ہے، سوائے کاشت کے اور کچھ نہیں کر سکتے وہ بڑا مقصد پورا نہیں کر سکتے، لیکن جب علم آتا ہے تو وہ بڑے بڑے کام انجام دے سکتے ہیں اور خاص طور پر خواتین کی اگر صحیح طور پر تشکیل ہو جائے، ان کی صحیح تربیت ہو جائے تو وہ بہت بڑا کام انجام دے سکتی ہیں، بچوں پر جتنا اثر ان کی ماؤں کا پڑتا ہے کسی اور چیز کا نہیں پڑتا، اسی لئے اصل کردار و اخلاق بچے اپنی ماؤں سے ہی حاصل کرتے ہیں۔

بڑی مسرت کی بات ہے کہ جگہ جگہ ایسے مدرسے قائم ہو رہے ہیں جہاں بچیوں کی تعلیم کا نظم ہو رہا ہے، بچے ہوں یا بچیاں، مرد ہوں یا عورت دونوں کے حقوق یکساں ہیں، دونوں کو اپنی زندگی میں فرائض انجام دینے ہیں اور اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی ہیں دونوں علم کے معاملہ میں یکساں ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو مزید قبولیت دے دی ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نے تربیت گاہ بنایا ہے، ان کی گودوں میں نئی نسل پلتی ہے بڑھتی ہے اور سیکھتی ہے۔ بچے اور بچیاں دونوں ہی اسی تربیت گاہ سے تربیت حاصل کرتے ہیں گویا عورت کو بچے کے لئے ابتدائی تعلیم گاہ بنایا گیا ہے اور چونکہ پوری نسل انسانی پہلے بچپن کے دور سے گزرتی ہے پھر بڑی ہوتی ہے لہذا پوری نسل انسانی کو ماؤں کی ضرورت پڑتی ہے اس طرح اس مدرسہ کی ضرورت پڑتی ہے جو ماؤں کا مدرسہ ہے اور یہیں پر ان کی اچھی تربیت کر کے اچھے راستے پر ڈالا جا سکتا ہے۔ یہ اک حقیقت ہے کہ بچے اپنے اخلاق و کردار اور ذہن کو صحیح استعمال کرنے کی صلاحیت اپنے گھر سے لے کر چلتے ہیں ان کو اصل میں گھر کے اندر ان کی ماؤں کے ذریعہ سے یہ چیز حاصل ہوتی ہے پھر وہی بڑے ہو کر مدرسوں اور تعلیم گاہوں میں جا کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ تو اس لحاظ سے خواتین کا معاملہ بڑا اہم ہے اگر ان کو صحیح علم حاصل نہ ہوا اور صحیح باتیں نہیں معلوم ہوئیں تو نئی نسل کو کس طرح تربیت دے سکیں گی۔

☆☆☆

احسان کا اعتراف

• علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

نعتوں کا منشا یہ ہے کہ بندہ اپنے آقا کو پہچانے اور دل سے اس کے احسان کو مانے لیکن گنہگار انسان کا کیا حال ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَشْکُرُوْنَ (یونس-۶)

اللہ نے انسانوں پر بڑے بڑے فضل کئے لیکن ان میں سے بہت کم شکر کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْھَا مَعَایِشَ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ (اعراف-۱)

اور ہم نے تم کو زمین میں قوت بخشی، اور اس میں تمہارے لئے بسر اوقات کے بہت سے ذریعے بنائے، تم بہت کم شکر کرتے ہو،

شکر کے باب میں ایک بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے زبان سے الحمد للہ پڑھ دیا۔ تو مالک کا شکر ادا ہو گیا حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے، شکر دراصل دل کے اس لطیف احساس کا نام ہے جس کے سبب سے ہم اپنے محسن سے محبت رکھتے ہیں ہر موقع پر اس کے احسان کا اعتراف کرتے ہیں اور اس کیلئے سراپا سپاس بنتے ہیں، اور کوشش کرتے ہیں کہ ہم اس کو خوش رکھ سکیں، اور اس کی خواہشوں کو پورا کرتے رہیں اگر ہم صرف اپنی زبانوں سے شکر کا لفظ ادا کریں لیکن دل میں احسان مندی اور منت پذیری کا کوئی اثر اور کیف نہ ہو اور اس اثر و کیف کے مطابق ہمارا عمل نہ ہو تو ہم اس محسن کی احسان مندی کے اظہار میں جھوٹے ہیں اور وہ شکر خدا کی بارگاہ میں قبول نہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے پے در پے احسانات سے جس طرح نوازا اس کے بیان کرنے کے بعد اُن کو خطاب کر کے فرماتا ہے

اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا (سبا-۲)

اے داؤد کے گھر والو، شکر ادا کرنے کے لئے نیک عمل کرو۔

اس آیت پاک نے بتایا کہ شکر کا اثر زبان تک محدود نہ ہو، بلکہ عمل سے بھی ظاہر ہونا چاہیئے۔ اسی لئے حضرت سلیمان علیہ السلام خدا سے دعا کرتے ہیں۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ۔ (نمل-۲)

اے میرے پروردگار! مجھے نصیب کر کہ میں تیرے اُس احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا ہے، شکر کروں اور وہ نیک کام کروں جو تجھے پسند ہو،

اس دعا میں یہ بھی اشارہ ہے کہ شکر میں شکر کے دلی جذبہ کے ساتھ اسی کے مطابق اور مناسب نیک عمل بھی ہوا،

دل میں یہ بات بھی آتی ہے کہ خدا نے اپنے شکر گذار بندوں کے حق میں جو یہ فرمایا ہے کہ وہ جیسے جیسے شکر کرتے جائیں گے، میں ان کیلئے اپنی نعمتوں کی تعداد اور کیفیت بھی بڑھاتا جاؤنگا اس کی تاویل یہ ہے کہ بندہ جیسے جیسے مالک کے شکر کے لئے اپنے عمل میں سرگرم ہوتا جاتا ہے، اس کی طرف سے شکرانہ عمل کی ہر نئی سرگرمی کے جواب میں اس کو نئی نئی نعمتیں اور عنایت ہوتی جاتی ہیں،

دعائے مغفرت

ممبئی کے مشہور عطر والے جناب الحاج احمد نور رضا صاحب کا اکتوبر کے دوسرے ہفتہ میں طویل علالت کے بعد انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم بڑے ملنسار اور صاحب خیر انسان تھے۔ دار العلوم کے اچھے معاونین میں تھے۔ جب سے ضعف و نقاہت بڑھی ان کے صاحبزادگان نے بھی ندوۃ العلماء سے برابر تعلق رکھا۔ اور تعاون فرماتے رہے ہیں

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے،

قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

دعوت اسلامی کے علمبردار

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی تصنیفات کا مطالعہ اعتدال اور توازن کی راہ کو ہموار کرتا ہے۔

عربی، اردو، انگریزی، ہندی میں دستیاب

ہم سے فہرست طلب کریں۔

Academy of Islamic Research & Publication

P. B. N.119,Nadwatul UlamaLko, U.P. ,India (Ph:787242)

محرومی اور طاقت کی حدیں

تحریر: — مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی ——— ترجمہ: — محمد فرقان نیپالی

لندن سے شائع ہونے والے مجلہ "اکونامسٹ" کے ایک مضمون کا عنوان "لائسنس برائے قتل" ہے جس میں مقالہ نگار نے اسرائیل کے جابرانہ رویہ پر سخت تنقید کی ہے اور شارون کی حکومت انتفاضۃ اقصی کو کچلنے کے لئے جو اقدامات کر رہی ہے اس کے بارے میں مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو قتل و غارت گری کا خاتمہ نہ ہو سکے گا ——

مقالہ نگار لکھتا ہے کہ اسرائیل جن تدابیر کو دفاعی تدابیر قرار دے رہا ہے وہ دراصل قتل کی کارروائی ہے۔ ابھی نو مہینوں کے اندر اسرائیلی فوج کی کارروائیوں میں چالیس فلسطینی شہید ہوئے۔ اور ان کارروائیوں میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے لیکن اسرائیل نے ان حملوں کی تردید کی ہے، ایک کارروائی میں یاسر عرفات کی تنظیم کے چھ سرگرم افراد شہید ہوئے لیکن اسرائیل نے اس کی بھی تاویل پیش کی لیکن ۳۱ر جولائی ۲۰۰۱ء کو "نابلس" کے حملہ میں تحریک حماس کے بڑے ذمہ داروں کا مع چھ افراد کے وحشیانہ قتل کا کون انکار کر سکتا ہے۔

اسرائیل ان حملوں سے اپنی برأت کا اظہار کر رہا ہے۔ اور اس کا یہ کہنا ہے کہ ان کارروائیوں کے پیچھے سنگین مقاصد ہیں، وہ ان حملوں کا سزاوار ان مخصوص افراد کو گردانتا ہے جن پر اس کا یہ الزام ہے کہ یہی افراد اس کے خلاف دہشت گردانہ سرگرمیوں میں ملوث تھے، اس کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ فلسطینی رہنما یاسر عرفات ان لوگوں کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں۔

یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ حملہ میں مارے گئے نصف افراد کا تعلق تحریک "حماس" "جہاد اسلامی اور مختلف چھوٹی تنظیموں سے ہے، فلسطینیوں کا کہنا ہے ان مقتولین میں بعض کا عسکری سرگرمیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ وہ سیاسی سرگرمیوں میں مشغول تھے، اور ان قسمت کے ماروں نے اسرائیل کے خلاف کسی فوجی کارروائی میں حصہ نہیں لیا جبکہ اسرائیلی افواج کا یہ دعویٰ ہے کہ کارروائی صرف دفاعی نقطۂ نظر سے کی جا رہی ہے، جس کی وجہ سے جانی نقصان بہت کم ہو رہا ہے۔

مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ قتل سے قتل وجود میں آتا ہے، کیونکہ قتل سے انتقام کا جذبہ بیدار ہوتا جب یہ کارروائی بار بار دہرائی جائے گی تو نتائج سنگین ہوتے چلے جائیں گے۔ اور غصہ بڑھتا جائے گا۔ اور اور مقتولین کا انبار لگ جائے گا۔ اور یہ کارروائیاں یاسر عرفات کو حالات پر قابو پانے اور دہشت گردوں کے زور کو ختم کرنے میں ناکام بنا دیں گی (اکونامسٹ)

ایک یہودی کے عوض دس آدمیوں کو قتل کرنا یہ اسرائیل کی حکمت عملی رہی ہے، اور اس سیاست کی وجہ سے اسرائیل نے بڑے پیمانے پر قتل عام کیا ہے۔ اور متعدد بار کیا ہے، بسوء اتفاق آج حکومت کی باگ ڈور ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہے جس کے ہاتھ معصوموں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ اس کی نگرانی میں گذشتہ عہد میں ہزاروں فلسطینی عورتیں اور بچے اور بے قصور پناہ گزین بے دردی کے ساتھ قتل کئے گئے، اس کی وجہ سے اس پر مقدمہ چلانے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، جس طرح سربیا کے سابق صدر پر مقدمہ قائم کیا گیا ہے، متعدد بار قتل عام کے باوجود فلسطینیوں کے عزم و حوصلہ اور عزیمت و جوانمردی میں کوئی کمی نہیں آئی۔ بلکہ روز بروز ان کی سرگرمیاں تیز ہوتی جا رہی ہیں۔ اور جوابی حملے ہو رہے ہیں آج صورت حال یہ ہے کہ جن یہودیوں نے پُرامن حالات کے پیش نظر اسرائیل — ہجرت کی تھی اب انھیں اپنی زندگی خطرہ میں محسوس ہو رہی ہے۔

سابق اسرائیلی وزیر اعظم نے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ اگر اسرائیل ایٹمی طاقت بھی استعمال کرتا ہے تو اس کی یہ سورش ختم نہیں ہو گی، اس اعتراف کی روشنی میں موجودہ اسرائیلی وزیر اعظم شارون کا یہ خیال کتنا متکبرانہ ہے، شارون تو اپنی قساوت قلبی میں معروف ہیں کہ وہ فلسطینیوں کو پوری طاقت سے کچل کر رکھ دیں گے، اور ان کی طاقت و قوت کے سرچشمہ کو خشک کر دیں گے، تاکہ وہ دوبارہ اس کے مقابلہ کے لئے پنپ سکیں؟

اسرائیل کا رائے عامہ اور عوامی آزادی کو کچلنے کا عزم اپنے وسائل و ذرائع ابلاغ پر حد سے بڑھے ہوئے اعتماد پر مبنی ہے اور یہ زعم ہر اس شخص پر حاوی رہتا ہے جس کے ہاتھ میں وسائل و ذرائع ہوں۔ اور ان پر اس کا پورا اعتماد ہو؟۔

لیکن تاریخ کا فیصلہ اس کے خلاف ہی رہا ہے، یورپ نے اپنے دور سامراجیت میں تحریکات آزادی کو ختم کرنے کے لئے ہر طرح کے وسائل کا سہارا لیا۔ فرانس نے الجزائر میں دس لاکھ سے زائد افراد کا قتل عام کیا، اور سوویت روس نے افغانستان میں پندرہ لاکھ سے زیادہ لوگوں کو تہہ تیغ کیا، چیچنیا میں اس ظلم و تشدد کا سلسلہ جاری ہے ان دونوں طاقتوں نے تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے کوئی ذریعہ نہیں چھوڑا لیکن ان دونوں ملکوں کو بالآخر ان ملکوں سے نکلنا پڑا۔

سامراجی اقتدار سے آزاد ہونے والے ممالک کی تاریخ شاہد ہے کہ کمزور قوموں نے جابر قوموں پر آخر کار غلبہ حاصل کیا ہے۔ اس لئے کہ ظلم و زیادتی مقابلہ کا جذبہ ابھارتی ہے اور انتقام کی روح پھونکتی ہے امریکہ جو آج دنیا کا سپر پاور مانا جاتا ہے اور وہ پوری دنیا کا خود ساختہ سردار بن بیٹھا ہے، اس کو بھی اس طرح کے حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے جانتے ہیں کہ امریکہ کے ماضی اور حال میں کیا فرق ہے، اور خود امریکہ پر جس کا اقتدار تھا وہ اب کس حال میں ہے، اور گریٹ برٹین جو دعویٰ کرتا تھا کہ اس کی مملکت میں سورج غروب نہیں ہوتا اس کا کیا حال ہے؟

یہ ایک حقیقت ——— ہے کہ اقتدار اور سطوت کسی کا ہمیشہ ساتھ نہیں دیتے، آقا پوری زندگی کسی کا آقا نہیں رہتا، اور مظلوم ہمیشہ مظلوم نہیں رہتا۔ اس کی آخری مثال خود سوویت روس ہے، ستر سال سے زائد مدت تک دنیا کے بڑے حصے پر اس کا تسلط تھا اپنے علاقوں میں نسل کشی، آبادی کی تبدیلی، مذہبی رجحانات پر سخت پابندی اور آزادیٔ رائے سلب کرنے کے لئے سارے وسائل استعمال ہوئے۔ مسلم اکثریت والے ممالک میں اسلام دشمن پالیسی کے نفاذ کا یہ سلسلہ ستر سال تک رہا، لیکن آج وہ انتشار اور اقتصادی بحران کا شکار ہیں، سوویت روس نے قوموں کی آزادی سلب کرنے کے لئے جو وسائل استعمال کئے وہ دوسری قومیں اختیار نہیں کر سکیں کیونکہ سوویت روس دنیا کی دوسری بڑی عالمی طاقت تھا۔ اور سائنس و ٹکنالوجی، مادی ترقیات اور سراغرساں ایجنسیوں اور وسائل و ابلاغ میں بہت ترقی یافتہ ملک تھا۔ دنیا کی دوسری اشتراکی حکومتیں اصلاح کی کوششوں کو کچلنے میں سوویت روس سے مدد لیتی تھیں، لیکن ان جابرانہ کارروائیوں اور آزادیٔ رائے کو کچلنے کے سارے وسائل کو اختیار کرنے کے بعد بھی وہ قوت باقی نہ رہ سکی، اور اب وہ اپنے دشمن ملکوں کی مدد کی محتاج ہے۔

جو لوگ اس دھوکہ میں ہیں کہ فوجی قوت علمی برتری اور سربراہانِ قوم کی ذہانت و فطانت اور تدبیریں ان کا ہمیشہ ساتھ دیتی رہیں گی، اور وہ ہمیشہ غالب رہیں گے۔ وہ لوگ فریب نفس میں مبتلا ہیں۔ قرآن کریم کے مطالعہ کرنے والے کے لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں گزشتہ ادوار کی تاریخ بھی ان انقلابات زمانہ کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔

آج دنیا کے مختلف ملکوں میں ایسے ہی واقعات و حادثات پیش آ رہے ہیں جیسے اسرائیل میں اور ماضی قریب میں سوویت روس اور دوسرے ملکوں میں وہ پیش آئے، آج مختلف ملکوں میں جبر و تشدد کا بازار گرم ہے، بے گناہوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ کروڑوں مظلومین گھر سے بے گھر کئے جا رہے ہیں، حتیٰ کہ ممالک اسلامیہ میں اکثریت آزادی سے محروم ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ ظلم و ستم کے حدود ہوتے ہیں، انسان کتنا ہی ظلم و ستم اور کبر و غرور کے نشہ میں چور ہو کتنا ہی جبر و قہر اور سفاکی کی داستان دلخراش تازہ کر لے وہ اپنی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا ہے، خدا کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

دہشت گردی کی مختلف قسمیں ہیں، انفرادی دہشت گردی، اجتماعی دہشت گردی، حکومتی دہشت گردی، بعض وقت قانونی حقوق کی پامالی اور محرومی کا احساس ردّ عمل پیدا کرتا ہے، اور اس جائز ردّ عمل کو کچلنے سے تشدد پیدا ہوتا ہے، آج مختلف عالمی مسائل میں یہی صورت حال ہے۔ اوّلاً وہ مسائل اپنے حدود سے باہر آتے ہیں پھر یہ مقامی مسائل، عالمی مسائل میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

آج اگر ان مسائل کو انصاف پسندی، عدل گستری کے ساتھ حل کیا جائے، اور حکمت و بصیرت اور افہام و تفہیم کو ملحوظ رکھا جائے تو مسائل تشدد کا راستہ اختیار نہ کریں۔ یہی مسائل کے حل کرنے کا دانشمندانہ طریقہ ہے، لیکن مادی وسائل پر کنٹرول بعض وقت اصحاب اقتدار کو اس فریب میں مبتلا کر دیتا ہے کہ حقوق کا مطالبہ کرنے والوں کے ساتھ جبر کا راستہ اختیار کیا جائے، یہ صورت حال اسی وقت سامنے آتی ہے جب کسی ملک کے عوام اپنے شرعی حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں، اور سربراہانِ قوم کے مسائل اور مزاج سے عدم واقفیت کی بنا پر تشدد کا راستہ اختیار کرتے ہیں اور موجودہ صورت حال اسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔

دعائے مغفرت

گنج ڈنڈوارہ کے جناب ڈاکٹر محمد ایوب صاحب کا ۱۴ر اکتوبر ۲۰۰۱ء کو انتقال ہو گیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ندوہ سے اور خاص کر حضرت مولانا علی میاںؒ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے، وہ دینی تعلیمی کونسل ضلع ایٹہ کے صدر بھی تھے، مرحوم بڑے رحم دل انسان تھے اور اپنے پیشہ کے ذریعہ عوام کی بڑی خدمت کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

تصحیح فرمالیں۔

۱۰ر اکتوبر ۲۰۰۱ء کے شمارہ میں صفحہ ۲۴ کالم ۲ سطر ۱۲، ۱۳ میں کاتب سے لکھنے میں غلطی ہو گئی ہے اسے اس طرح پڑھیں "انسانوں کے دل رحمٰن کی انگلیوں کے درمیان ہیں جدھر چاہے پھیر دے"۔

خدا کے یہاں "عاجزی" چلتی ہے "میں پنا" نہیں چلتا

حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت

جب لوگ ہمارے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں تو یہ ہمارے نفس کے موٹا ہونے کا ذریعہ ہو جاتا ہے۔ بھائیو! جو لوگ تبلیغ میں لگ رہے ہیں وہ اپنے آپ کو بڑا مت سمجھیں بلکہ یہ دیکھیں کہ ہم حضورؐ کا طریقہ سمجھ کر لگ رہے ہیں یا نہیں۔ ہر وہ عمل جس میں خدا کی نسبت نہیں ہے، چاہے وہ کتنا ہی بڑا نظر آئے لیکن خول ہی خول ہے۔ جب طریقۂ رسولؐ سمجھ کر چل رہے ہو تو پھر تکبر اور بڑائی کیسی؟ اللہ نے ہمیں ایک موقع دے رکھا ہے۔ اور وہ زریں موقع ہے۔ اگر ہم نے یہاں (مرکز میں) رہ کر اپنی فکر نہ کی تو یہاں کی شیطنت بھی بڑی ہے۔ راستہ اگر ڈاکوؤں والا ہوتا ہے تو بہت چوکنا رہنا پڑتا ہے۔ یہ دعوت والا راستہ بہت اونچا ہے۔ لیکن اگر فکر نہ کی، تو چور ڈاکو ہماری مایہ لے اڑیں گے۔ شب و روز اعمال کی ٹوہ میں رہنا ضروری ہے۔ اگر اعمال میں شیطان کی آمیزش رہتی ہے تو وہ اعمال کچھ بھی نہیں ہیں۔ ہم اپنے اوپر بہت مطمئن ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے، خدا سے مانگتے رہنا۔ ڈرتے رہنا۔ اور ڈرنے کے ساتھ ساتھ چلتے رہنا ضروری ہے، اگر فکر رکھی تو اللہ کے یہاں سے بہت پائیں گے۔ بس بھائی اپنے کو چھوٹا سمجھو گے تو ٹھیک ہے جب آدمی اپنے آپ کو "ہم چوں من دیگرے نیست" سمجھتا ہے تو پھر وہ "ہم چوں من دیگرے نیست" ہو جاتا ہے جو آدمی ظاہر کے اعتبار سے دنیا میں مشغول ہو اور اپنے کو کم سمجھے تو یہ اس آدمی سے اچھا ہے جو دین میں لگا ہوا ہو مگر اپنے کو کچھ سمجھے۔ خدائے پاک کے یہاں "عاجزی" اور مسکنت ہی چلتی ہے وہاں "میں پنا" نہیں چلتا۔

(از: دعوت کی بصیرت اور اس کا فہم و ادراک ص۲۱)

قدم قدم پہ تجھے خون دل بہانا ہے
رہِ حیات میں آسانیاں تلاش نہ کر

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
ساماں سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں
(حیرت الہ آبادی)

احادیث رسول ﷺ کا انتخاب
تہذیب الاخلاق (عربی) کا اردو ترجمہ
حدیث نبویؐ
مجلد۔ روشن طباعت۔ خوبصورت سرورق
ہدیہ Rs.100/
محمد الحسنی ٹرسٹ، رائے بریلی
ممبئی، دہلی، دیوبند، حیدرآباد، لکھنؤ، کشمیر میں دستیاب

حقائق و معارف

(نظم)

● قمر رام نگری

ہے جو دھم نور ایمانی بہت — کفر کی ہے تیرہ سامانی بہت
ان کے دل تاریکیوں سے ہیں کھنڈر — جن کے چہروں پر ہے تابانی بہت
طاعت و تقویٰ کے چشمے خشک ہیں — بحرِ عصیاں میں ہے طغیانی بہت
ان کو بھی حاصل سکونِ دل نہیں — جن کو حاصل ہے تن آسانی بہت
شاہراہِ بندگی سے ہو کے دور — ہے پریشاں نوعِ انسانی بہت!
ہیں وہ طاغوتی سیاست کے شکار — جن کو آتی تھی جہاں بانی بہت
ہوتے ہوتے عدل عنقا ہو گیا — ظلم کی ہے اب فراوانی بہت
جن کو حاصل ہے نمازوں کا خشوع — ان کی قبریں ہوں گی نورانی بہت
آخرت کی فکر جب جاتی رہی — فکر دنیا کی ہے ارزانی بہت
حق یوں ہی ہوتا نہیں ہے سربلند — مانگتا ہے ہم سے قربانی بہت
تن کی زیبائش پہ سب کا دھیان ہے — دل کی دُنیا میں ہے ویرانی بہت
شرک و بدعت سے مسلماں باز آ! — سر سے اونچا ہو گیا پانی بہت
ہم جو من مانی یوں ہی کرتے رہے — ہو گی محشر میں پشیمانی بہت
پھر بھی ہیں سب اس کے دیوانے قمر
عیش دنیا گرچہ ہے فانی بہت

مطالعہ ومشاہدہ

جو چبھے دل میں وہی تنکے لئے

امین الدین شجاع الدین

★ بُرائی آخر بُرائی ہے۔

قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں پکڑی گئی۔ وہ ایک امیر گھرانے کی خاتون تھی سرداران قریش نے حضرت اسامہؓ کو بارگاہ رسالت میں سفارش کے لئے بھیجا جنھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ حضورؐ قبیلہ کی عزت کا خیال کرتے ہوئے یقیناً سزا میں تخفیف کردیں گے۔ اس کے برعکس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کی بات سُنی تو آپ کا چہرہ غصے سے سُرخ ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا۔ اور فرمایا: "تم نے پہلی قومیں اسی لئے ہلاک ہوگئیں کہ جب ان میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے لیکن جب کوئی عام آدمی چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے تھے۔ اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتیں تو میں ان کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔" (متفق علیہ بخاری ومسلم)

سیرت نبویؐ کا یہ واقعہ بتاتا ہے کہ اسلام بُرائی کو بُرائی قرار دینے میں اپنوں اور پرایوں کا فرق روا نہیں رکھتا۔ بُرائی کو بُرائی کہنے میں نہ قرابت داری مانع بنتی ہے اور نہ عقیدہ کا فرق آڑے آتا ہے۔ جیسا کہ سیرت کی کتابوں میں ایک دوسرا واقعہ بھی ملتا ہے کہ ایک منافق (جو بظاہر مسلمان تھا) اور اس کے اور ایک یہودی کے درمیان کوئی تنازعہ تھا۔ دونوں حصول انصاف کی خاطر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپؐ نے دونوں کے دلائل سُننے کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔

آج دُنیا میں ظلم کا دور دورہ ہے جو عالم انسانیت کے لئے یقیناً تشویشناک ہے لیکن ایک بات اس سلسلہ میں یاد رکھنے کی یہ ہے کہ ظلم کے فروغ پانے اور پھلنے پھولنے کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ بُرائی کو بُرائی کہنے میں ہم دُہرے معیار کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ اپنوں کے لئے ایک پیمانہ ہے اور دوسروں کے معاملہ میں دوسرا پیمانہ۔ جبکہ بُرائی کو بُرائی قرار دینے کی کسوٹی ایک ہونی چاہئے۔ اپنوں اور غیروں کے قصور کے معاملہ میں الگ الگ پیمانے اختیار کرنا نہ صرف ظلم ہے بلکہ ظلم کا بیج بونا ہے۔

دوہرے معیار DOUBLE STANDARD کو اختیار کرنا ظلم کو فروغ دینا ہے جبکہ اس سے باز رہنا ظلم پر پہرے بٹھانا!

★ "ایک کشتی - ایک ملاّح"

ایک نومسلم خاتون نے تلاش حق کی اپنی روداد MY JOURNEY FROM WESTERN ATHIESM TO ISLAM میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ وہ MESS میں کھانا کھا رہی تھی۔ اس کے پہلو میں کھانا کھا رہی ایک دوسری خاتون نے اسے اپنے کھانے میں سے کچھ اسے پیش کرنا چاہا جس سے اول الذکر خاتون کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ یہ ایک مسلمان خاتون ہے اور جو چیزیں مجھے پیش کررہی ہے۔ ان کا کھانا اس کے مذہب کے مطابق جائز نہیں لہٰذا اس کو ہماری طرف بڑھا رہی ہے۔

حق کی جستجو میں وہ سرگرداں تھی ہی، چنانچہ ایک مسلمان خاتون کو دیکھ کر اس نے چاہا کہ اس سے اسلام کے متعلق کچھ پوچھا جائے۔ اس نے کہا کہ یہ بتائیے کہ اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے۔ مخاطب خاتون نے جواب میں بتایا کہ دنیا کے اس کارخانہ کا نظام بحسن وخوبی چلانے کے لئے اسلام نے عورت اور مرد کے لئے علیحدہ علیحدہ رول (ROLE) رکھے ہیں مثلاً روزگار کی فراہمی اور خاندان کی نگہبانی مرد کے ذمہ ہے جبکہ بچوں کی تربیت و نگہداشت اور گھر کی نگرانی عورت کے ذمہ۔

اپنی بات سمجھانے کے لئے اس نے ایک عام فہم مثال دی کہ گھر کا نظام چلانا کشتی چلانے کی مانند ہے جس طرح ایک کشتی چلانے اور اسے سلامتی کے ساتھ کنارے تک پہونچانے کے لئے ایک ہی ملاّح درکار ہوتا ہے۔ اور اس کی پتوار دو ملاّحوں کے ہاتھوں میں نہیں دی جاسکتی اسی طرح خاندان کے نظام کی باگ ڈور بھی صرف مرد کے ہاتھ میں رہتی ہے البتہ زوجین کے مابین باہمی محبت والفت اور احترام وتعاون کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے تاکہ فضا خوشگوار اور معتدل رہے اور گھر کا نظام خوش اسلوبی سے چل سکے۔ الرّجال قوامون علی النساء کے اصول کی تشریح کس قدر سادہ وآسان اور عام فہم انداز میں اس خاتون کی زبان سے ادا ہوگئی۔

"AS NO BOAT CAN SAIL WITH TWO CAPTAINS, MAN IS GIVEN THE POSITION OF LEADER SHIP OVER HIS WIFE"

"ایک کشتی ــــ ایک ملاّح" یہ ایک ایسا اصول ہے جس کی حقیقت وصداقت اور جس کے عملی ہونے کا کھلی آنکھوں تجربہ ومشاہدہ ہوتا رہتا ہے، گھر ہو یا ادارہ، کارخانہ ہو یا تنظیم، باہمی تعاون و احترام کے ساتھ ایک ناگزیر صورت اور مرحلہ میں ایک آخری اور قطعی فیصلہ کی بھی ضرورت پڑتی ہے جو نظام کے نظم وضبط کو قائم رکھتی ہے اور اسے متوازن بنائے رکھتی ہے۔ اس اصول کی کارفرمائی اور سچائی کا کھلی آنکھوں مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ البتہ کھلے دل سے اس کا اعتراف کرنے کے لئے حوصلہ چاہئے۔

ذاتی ایمانداری کے ساتھ ماتحتوں پر بھی نظر!

گذشتہ دنوں تہلکہ ڈاٹ کام پر یوپی پریس کلب میں ایک مذاکرہ منعقد ہوا اس میں ایک مقرر نے انصاف کی بات کہی، شاید اس لئے بھی کہ وہ خود منصف کے عہدہ پر فائز ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اجتماعی کاموں سے وابستہ افراد کو ہمہ وقت چوکنا رہنا اور اس کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ صرف ان کی اپنی ایمانداری کافی نہیں بلکہ ان کے قریبی لوگوں اور معاونین ومصاحبین کا بھی ایماندار ہونا ضروری ہے۔ انھوں نے اپنی مثال دیتے ہوئے کہا کہ ایک اہم منصب پر فائز ہونے کی وجہ سے میری ذمہ داری بھی اہم ہے۔ مجھے ہر وقت نگاہ رکھنی ہوگی کہ قربتنا کے نتیجہ میں میرے منصب کا غلط استعمال میرا سکریٹری نہ کرنے پائے یا میری شریک حیات یا میرا بیٹا اس منصب سے غلط فائدہ نہ اٹھائے وغیرہ۔

اجتماعی کاموں سے وابستہ شخصیتوں کے لئے واقعتاً بڑی نزاکتیں ہیں ان کے حصہ میں آنے والی عقیدت ومحبت ایسا آبگینہ ہے جس کو ٹھیس پہونچنے میں دیر بھی نہیں لگتی۔ اور عموماً ٹھیس پہنچانے کا سبب وہ افراد بنتے ہیں جن کو قدآور شخصیتوں کا اعتبار واعتماد حاصل ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام کی عظیم المرتبت شخصیتوں نے انتظام وانصرام کی کل میں پُرزوں کے موزوں ہونے پر بڑی توجہ دی خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اس کی درخشاں مثالیں موجود ہیں کہ کس طرح امیر المومنینؓ نے جزئیات پر نگاہ رکھی اور بیدار مغزی سے حسن سیاست وحسن انتظام کی مثالیں قائم کیں۔

● ایک خدا لگتی بات :

ایک معاصر رسالہ میں علامہ سید سلیمان ندویؒ کے نام محدث جلیل مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمیؒ کا ایک خط شائع ہوا ہے۔ ۱۹۵۱ء میں کراچی میں علامہ کی سیادت میں اور مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی کی صدارت میں علماء اسلام کا ایک بہت بڑا اور تاریخی اجتماع پہلی بار بین الاقوامی سطح پر ہورہا تھا۔ اس کا دعوت نامہ علامہ نے محدث جلیل کے نام بھیجا، جواب میں مولانا اعظمی نے علماء کے لئے عربی زبان میں ایک پیغام ارسال کیا جو طبقۂ علماء اور خصوصاً حلقۂ طلباء (جو کل کے علماء ہیں) کے یاد رکھنے کا ہے۔ محدث جلیل نے تحریر فرمایا تھا۔

" بخدا آپ حضرات عالم اسلامی کے جسم میں ایک ٹکڑا (دل) ہیں کہ جب وہ درست ہوگا تو پورا جسم درست ہوگا۔ اگر وہ خراب ہوگا تو پورا جسم خراب ہوجائے گا۔" محدث جلیل نے علماء کو عالم اسلامی کا دل قرار دیا لیکن اس کے ساتھ اپنے دل کی ایک بات (بلکہ دردِ دل کہہ لیجئے) علامہ کے نام ایک منسلکہ اردو تحریر میں یہ بھی کہہ ہی دی کہ "میرا روئے سخن علماء کی بھیڑ کی طرف ہے۔ جن کے افعال کو دیکھ کر عوام کے قلوب سے دین کی عظمت نکلتی جارہی ہے۔"

علماء کرام معاشرہ کا نمک ہیں، خدا کا شکر ہے کہ معاشرہ ربانی اور خدا ترس علماء سے خالی کبھی نہیں لیکن اگر ہر عالم اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ کی عملی تصویر پیش کرنے لگے تو مسلم معاشرہ ہی پر نہیں سارے انسانی معاشرہ پر وہ خوشگوار ومثبت اثرات مرتب ہوئے بغیر نہ رہیں جس کی زمانہ کو ہمیشہ ضرورت رہی اور آج اخلاقی زوال کا یہ دور تو اس کا ضرورت مند ہی نہیں، محتاج بھی ہے۔ فَہَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ (کیا کوئی ہے جو سوچے سمجھے؟)

بمبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے

بمبئی کے قارئین "تعمیر حیات" حضرات سے گذارش ہے کہ "تعمیر حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں اُن کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائیگی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S.V. Patel Road, Null Bazar, Mumbai 400 003.
Tele: Add CUPKETTLE Tel.: 346 0220 / 346 8708
Tel.(R): 309 5852

۱۲ نمبر اور ۱۲×۷ کی اسپیشل چائے استعمال کیجئے۔

بے معجزہ دنیا میں اُبھرتی نہیں قومیں
جو ضرب کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا
علامہ اقبال

حضرت مولانا علی میاںؒ کی کہانی مولسری کی زبانی

محمد حسن انصاری

مسجد تکیہ شاہ علم اللہؒ (رائے بریلی) کے قریب تقریباً ڈیڑھ سو سال قدیم ایک مولسری کا درخت لگا ہوا ہے، جس نے بڑے بڑے علماء اور بزرگوں کو دیکھا ہے، اس نے حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و عملی شب و روز کا بھی مشاہدہ کیا ہے زیر نظر مضمون میں یہ مولسری کا درخت زبان حال سے اپنے دیرینہ رفیق مولانا علی میاںؒ کی جدائی پر اپنے تأثرات کا اظہار کر رہا ہے۔ (ادارہ)

میری عمر ۱۲۵ سال سے اوپر ہے علی میاںؒ کی ولادت کے وقت میں چالیس سال کا ایک تناور درخت تھا۔ مسجد دائرہ شاہ علم اللہؒ کے پشت پر جہاں سے دو پتھر کا زینہ دریائے سئی میں اترتا ہے۔ جس سے اتر کر ۱۲۳۶ھ میں مجاہد کبیر سید احمد شہیدؒ پانی کے راستے سے حج کرنے گئے تھے۔ اس کے اوپر کھڑے ہوئے گذشتہ کوئی ایک صدی سے اوپر اپنے شعور کے ساتھ میں نے یہاں کے ہزاروں شب و روز دیکھے ہیں۔

دائرہ شاہ علم اللہؒ (تکیہ کلاں) رائے بریلی میں ۶ محرم ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۴ء کو سید عبدالحئیؒ کے گھر بیٹا پیدا ہوا، گھر کا پیار بھرا نام علی اور نام سید ابوالحسن علی رکھا گیا جو آگے چل کر مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ اور عرف عام میں علی میاں کے نام سے مشہور و معروف ہوا اس بچے کی ذہنی پرداخت اسلام کے اولین داعیوں اور مبلغین کے واقعات کے سائے میں ہوئی۔ اور پہلا مکتب یا مدرسہ جس میں طالب علم کی حیثیت سے اس کا نام لکھا گیا اور اُسے اس کا فیض پہونچا۔ وہ سیرت نبویؐ کا مکتب یا مدرسہ تھا جس میں وہ اپنے گھر کے ماحول اور شفیق و حکیم بھائی و مربی کی بدولت اُس عمر میں اس کا طالب علم بنا جس عمر میں عام طور پر بچے اس سے ناآشنا اور بیگانہ رہتے ہیں۔

شرم و حیا، شرافت و متانت اور سنجیدگی میں یہ بچہ اپنے بچپن ہی سے ممتاز رہا۔ ابھی اُس کی عمر دس سال ہوگی کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا بچہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ بڑوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ پھر اللہ کا کرنا کچھ ایسا ہوا کہ والدہ کی دن رات کی دعاؤں اور بڑے بھائی کی حکیمانہ تربیت نے اس نونہال کو کندن بنا دیا علم و عمل کی سعئ پیہم طبیعت اور مزاج میں تواضع و انکساری، والدہ کی دعائے نیم شبی اور آہِ سحرگاہی بھائی کی تعلیم و تربیت اہل حق بزرگوں کی صحبت اساتذہ و شیوخ کی محبت و شفقت نے اُسے صدف سے ایک گوہر نایاب بنا دیا۔ اور وہ دنیا میں مفکر اسلام کے نام سے جانا اور مانا جانے لگا۔

۳۰-۱۹۲۵ء کا زمانہ میری آنکھوں نے دیکھا کہ گرمیوں کی شام ہے بستی کے چند بڑے بوڑھوں کے علاوہ پوری آبادی میرے چھاؤں تلے سمٹ کر آجاتی ہے۔ ندی میں نہانے کا ایک ہنگامہ برپا ہوتا ہے۔ پیرنے والے اپنے کمالات دکھاتے ہیں اور جن کو پیرنا نہیں آتا اُن کو فی سبیل اللہ پیرنا سکھاتے ہیں۔ گویا بڑا کار ثواب اور ان کا اخلاقی فریضہ ہے اور جو اس خطرناک کام سے ڈر کر بھاگتے ہیں اُن کو ان "مجاہدین" کی پولیس پکڑ کر لاتی ہے اور زبردستی پیرنا سکھاتی ہے۔ مغرب کی اذان تک یہ ہنگامہ کارزار گرم رہتا ہے ندی پار مغربی جانب تخمی آموں کا ایک گھنا باغ ہے آموں کے موسم میں جب ندی بھری ہوتی ہے اور اس کا پاٹ بہت بڑا ہو جاتا ہے۔ پیراک لوگ ندی پار کرکے باغ میں جاتے ہیں اور ان کے اپنے باغ میں آموں سے ان کی ضیافت کی جاتی ہے۔ انھیں میں بارہ تیرہ سال کا لڑکا علی بھی ہے جس نے بڑے ہو کر عربی اور اردو ادب کے سمندر میں بہترین پیراکی اور غوطہ خوری کا وہ ریکارڈ قائم کیا کہ عرب و عجم کے بڑے بڑے نامور ادباء سر دھنتے رہے ہیں اور رہیں گے۔

بائیس سال کی عمر میں نومبر ۱۹۳۴ء میں مولانا سید ابوالحسن کی شادی حقیقی ماموں زاد بہن کے ساتھ ہوئی۔ نکاح اسی مسجد میں مولانا حیدر حسن خاںؒ نے پڑھایا۔ اور بڑے بھائی ڈاکٹر عبدالعلیؒ نے ولیمہ اعلیٰ پیمانے پر فراخ دلی کے ساتھ کیا ہونہار علی جو آگے چل کر ایک عظیم مفکر مورخ، مصنف بنا، کی پہلی تصنیف عربی میں "ترجمۃ الامام السید احمد الشہیدؒ" کے عنوان سے ایک رسالہ کی شکل میں صرف سولہ سال کی عمر میں منظر عام پر آئی اور تبھی سے شفیق ماں کے درد مند دل سے نکلی اس دعا کے اثرات نظر آنے لگے۔ "علی! اگر میرے سو اولادیں ہوتیں تو میں یہی تعلیم دیتی۔ اب تم ہی ہو، اللہ تعالیٰ میری خوش نیتی کا پھل دے کہ سو کی خوبیاں تم سے حاصل ہوں"۔ یہ سب میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

تینتیس سالہ اس صالح نوجوان نے جون ۱۹۴۷ء میں حجاز مقدس کا پہلا سفر کیا۔ حج کیا اور تقریباً چھ مہینے وہاں قیام کرکے واپس آیا۔ اس سفر نے سونے پر سہاگے کا کام کیا اور فریضہ حج کی ادائیگی کے ساتھ علمی طبقے میں کام کے تعارف اور قبولیت کے دروازے کھل گئے۔ اس مبارک سفر کی برکتیں کچھ ایسی رہیں کہ اسفار کی کثرت کا سلسلہ چل نکلا اور ایسا کہ بیاسی سال کی پیرانہ سالی حتیٰ کہ بیماری کے ایام میں بھی جاری رہا۔ ایک ساتھ تین تین براعظم کے سفر ہوئے۔ سفر کی صعوبتیں مسافر کی قوت برداشت کو جلا بخشتی ہیں اس کے مشاہدات و تجربات میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہر سفر پر روانگی سے پہلے اور سفر کی واپسی پر یہ مسافر مسجد آتا، نماز پڑھتا، دعا کرتا۔ یہ اس کا معمول رہا اور اس طرح مجھے کھڑے کھڑے یہ سب کچھ دیکھتے رہنے کا شرف حاصل رہا۔ ۱۹۵۱ء میں جب اس جواں مسافر نے مصر و سوڈان اور شام کا سفر کیا، اس کی تصنیف "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین" (انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر) کی حیثیت سے بڑی پذیرائی ہوئی تو مہینوں اس کے چرچے میرے سایہ میں ہونے والی بے تکلف مجلسوں میں ہوتے رہے۔

اڑتیس سال کی عمر میں جنوری ۱۹۵۱ء میں مصر کے سفر پر روانگی کے وقت اس مسافر نے اپنے روزنامچہ میں لکھا "جزیرۃ العرب! ہم تجھ سے جدا ہو رہے ہیں مگر اکتا کر نہیں، اور نہ ہمیشہ کیلئے ہمارا یہ سفر بھی دراصل تیرے ہی رشتہ سے اور تیرے اس عزیز خاندان کے افراد کی ملاقات کی غرض سے ہے جو بحر احمر اور بحر روم کے ساحل پر پھیلا ہوا ہے میں ان کو تیرا سلام پہونچاؤں گا، اور اس بات کا جائزہ لوں گا کہ تجھ سے جدا ہونے کے بعد زمانے کے دست برد نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا اور اس دعوت و پیغام کی مقدس امانت کے ساتھ انہوں نے کیا برتاؤ کیا"۔ جسے خوب مزہ لے لے کر میری چھاؤں میں نہ جانے کتنوں نے پڑھا ہے، اور میں نے خوب سنا ہے۔

۱۹۶۱ء میں اڑتالیس سال کی عمر میں مولانا علی میاںؒ کو زندگی کے شدید ترین صدمہ سے دوچار ہونا پڑا جب ۲ مئی ۱۹۶۱ء کو بڑے بھائی اور والد کے قائم مقام ڈاکٹر سید عبدالعلیؒ کا انتقال ہو گیا اور جو اس مرد مجاہد کی شعوری زندگی کا سب سے بڑا حادثہ تھا اس لئے اور بھی کہ رائے پور اور سہارنپور کے سفر کی وجہ سے وہ نہ وفات کے وقت موجود تھا نہ جنازہ اور تدفین میں شریک ہو سکا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ تدفین کے دو ہی تین گھنٹے ہوئے تھے جب وہ تکیہ پہونچے اور روضہ شاہ علم اللہؒ میں بڑے بھائی کی قبر پر کس طرح بلک بلک کر روئے تھے اور دیر تک پڑھتے اور دعا کرتے رہے تھے، خانگی ذمہ داریاں دفعتاً کئی گنا بڑھ گئیں علی میاں اسی سال ۱۸ر جون کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ناظم منتخب ہوئے اور جن کے دور نظامت میں ندوہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی کرنا مقدر تھا۔

اس عظیم معلم کا تعلق ندوۃ العلماء سے ۱۹۳۴ء سے ۱۹۹۹ء پینسٹھ سال رہا۔ علی میاں کے عہد نظامت میں ندوہ اپنی فکری اور علمی بنیاد پر قائم رہتے ہوئے عالم اسلام میں پوری طرح مقبول ہوا۔ اور ۱۹۷۵ء میں جب ندوۃ العلماء کا پچاسی سالہ جشن تعلیمی منعقد ہوا تو تحریک ندوۃ العلماء کی تواضع و استقامت اور رواداری، نفاست اور ذوق لطیف، ظرافت اور سخت جانی خوب خوب اجاگر ہوئی اور دنیا نے دیکھا کہ دین و عقائد کے معاملے میں ندوۃ العلماء کے مسلک کی بنیاد جو شروع سے دین خالص پر رہی ہے، ہر قسم کی آمیزش اور آلائش سے پاک، تاویل اور تحریف سے بلند، ملاوٹ اور فریب کی دسترس سے دور اور ہر غبار سے کمل اور محفوظ ہے،، یہاں میرے سایہ تلے بے تکلف مجلسوں میں اس کے چرچے بار بار ہوئے۔

اس مسجد سے جس کی پشت پر برسوں سے کھڑا میں اس کے شب و روز دیکھ رہا ہوں، علی میاں کو خاص تعلق تھا۔ وہ یہاں برابر حاضری دیتے۔ نماز، تلاوت قرآن مجید اور ذکر و دعا میں مشغول رہتے۔ یہاں اُن کے مواعظ بھی ہوتے اور تعلیم و فضائل قرآن پر بیانات بھی۔ رمضان کا مبارک مہینہ تکیہ پر قیام کے لئے وقف تھا اس میں ان کا بیشتر وقت مسجد ہی میں گذرتا یہیں وہ بارہا اعتکاف میں رہے، طلباء کو تفسیر کا درس دیتے عیدین اور جمعہ کا خاص اہتمام ہوتا۔ ان کے بیانات ہوتے، ہزاروں کا مجمع ہوتا۔ ان کے بیان سے دلوں کی سرد انگیٹھیاں گرم ہوتیں اور دل پگھل جاتے۔ ماہ رمضان میں افطار کا خوشگوار منظر قابل دید ہوتا۔ میں نے یہاں غول کے غول سیکڑوں کی تعداد میں دن کے شہسوار اور رات کے عبادت گذار

دیکھے ہیں۔

قلم کے دھنی مردِ مومن کے پاکیزہ قلم سے جو کچھ نکلا اس کے بیشتر انھوں نے اسی بستی اور مسجد میں جنم لیا "نبی رحمتؐ" "ارکان اربعہ" "تاریخ دعوت وعزیمت" "پرانے چراغ" "سیرت سید احمد شہیدؒ" "المرتضیٰ" "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر" "منصبِ نبوتؐ" "دستور حیات" سوانح و تذکرہ کی درجنوں کتابیں، اسفار کی روداد "پیامِ انسانیت پر متعدد کتابیں۔ اور "کاروانِ زندگی" ان سب کے اوراق اس پر گواہ ہیں۔ بیشتر کتابیں ہمارے ہی زیر سایہ لکھی گئیں۔

بالآخر علی میاں کی رواں دواں زندگی جس کے ہر لمحہ و ہر پل کا انھوں نے بہترین استعمال کیا کے چھیاسیویں سال میں دعوتی کا یہ جیالا سپوت ۱۶ر مارچ سنہ ۱۹۹۹ء کو سخت بیمار پڑا ایک ماہ بعد طبیعت کچھ سنبھلی مگر پوری طرح نہیں۔ سنبھالا لینے کے بعد اہل تعلق کا یہ تاثر تھا کہ یہ عارضی صحت ہے۔ کسی وقت بھی یہ دولت بے بہا ہم سے چھن سکتی ہے، اس حالت میں بھی معمولات میں فرق نہ آنے دیا۔ اگرچہ ڈاکٹروں کے مشورے پر عمر کے آخری سال کا زیادہ تر حصہ لکھنؤ میں گذرا۔ ۔ شعبان سنہ ۱۴۲۰ھ (۷ر دسمبر سنہ ۱۹۹۹ء) کو انھیں لکھنؤ سے رائے بریلی لایا گیا صرف ایک دن کیلئے۔ کیونکہ معالجوں کے مشورے پر رمضان کا مہینہ بھی خلاف معمول لکھنؤ میں گذارنا طے پایا تھا۔ ۸ر دسمبر سنہ ۱۹۹۹ء کو لکھنؤ واپسی سے پہلے اس مردِ مومن نے خلاف معمول اسی مسجد کے صحن میں دو رکعت نماز ادا کی پھر مسجد کے اندرونی حصہ میں بھی دو رکعت نماز پڑھی پھر نئے زینوں پر کھڑے ہو کر سئی ندی کا نظارہ کیا، ماشاء اللہ ماشاء اللہ۔ پھر میرے پاس سے ندی میں اترنے والے قدیمی زینے کی طرف بھی آنے کا ارادہ کیا مگر علالت اور کمزوری کی بنا پر انھیں ادھر آنے سے باز رکھا گیا

اور میں اپنے اس محبوب کی زیارت آخری بار قریب سے اور جی بھر کر نہ کر سکا جس کا مجھے عمر بھر قلق رہے گا اور خون کے آنسو رلائے گا۔

رمضان کا آخری عشرہ تکیہ پر ہی گذارنے کا ارادہ تھا۔ ۲۰ر رمضان سنہ ۱۴۲۰ھ (۲۹ر دسمبر سنہ ۱۹۹۹ء) کو رائے بریلی آمد ہوئی۔ مسجد معتکفین سے بھر گئی تھی ایمان کی بہار کا موسم، سخت سردیوں کے ایام۔ معمولات بدستور جاری ہیں۔ ۳۱ر دسمبر سنہ ۱۹۹۹ء (۲۲ر رمضان سنہ ۱۴۲۰ھ) کا دن آیا۔ سال ہی کا نہیں صدی کا آخری دن۔ تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہونے والا دن۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (علی میاں) صبح ساڑھے نو بجے بیدار ہو کر استنجا کو گئے وضو کیا، نوافل پڑھے، قرآن شریف کی تلاوت کی۔ کچھ دیر بعد خط بنوایا، غسل سے فارغ ہو کر کپڑے زیب تن کئے، نماز جمعہ کیلئے خود تیار ہو کر فرمایا تم لوگ تیار ہو جاؤ۔ نماز میں پندرہ منٹ تاخیر کرا دو۔ یہ کہہ کر سورۂ کہف جس کا جمعہ سے قبل پڑھنے کا معمول آٹھ سال کی عمر سے تھا پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا اور بستر پر بیٹھ گئے لیکن بجائے سورۂ کہف پڑھنے کے سورۂ یٰسٓ پڑھنے لگے۔ اور گیارہویں آیت پڑھتے پڑھتے جان جانِ آفریں کے حوالے کر دی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور محبین و اہل تعلق کے قافلے دیوانہ وار رائے بریلی پہونچنا شروع ہو گئے۔ وقتِ آخر کی کیفیت سن کر جیسا کہ وہاں موجود لوگوں نے ذکر کیا، اس شعر کی تشریح سمجھ میں آگئی ؎

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم بر لبِ اوست

اللہ کی بندگی، دین سے وفاداری، قرآن کریم سے وابستگی، سنت سے شیفتگی، اسلام کو سربلند دیکھنے کی تڑپ اور ملتِ اسلامیہ کی آبرو باقی رہنے کی آرزو سے جو زندگی عبارت تھی وہ اب خاموش

ہے۔ جنازہ تیار ہوا۔ اور رات پونے دس بجے جنازہ اٹھایا گیا۔ ڈو منٹ کا راستہ پچیس منٹ میں طے ہوا۔ اسی مسجد کے اندر منبر کے قریب جنازہ رکھا گیا۔ مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور ساڑھے دس بجے جنازہ قبر میں اتارا گیا لاکھوں آنسو بھری آنکھیں اپنے محبوب کی آخری زیارت کیلئے کوشاں ہیں۔ ایک نے دوسرے کا آنسو پونچھا، تسلی دی، ڈھارس بندھایا، صبر کی تلقین کی۔ میں ناچار کھڑا روتا رہا۔ میرے آنسو کون دیکھتا۔ اور دیکھتا بھی کیسے، شدید کہرا جو تھا۔ شجر و حجر کا رونا کس نے دیکھا ہے ؎

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

کھجور

جن پھلوں کو سرکار دو عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پسندیدگی کا شرف حاصل ہے ان میں کھجور سرفہرست ہے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کھجور کا موسم آئے تو مجھے مبارکباد دیا کرو۔ فخر موجودات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمامہ کی کھجوروں کیلئے دعا فرمائی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدمؑ کو کھجور سے تشبیہ دی کہ تمہارا باپ آدمؑ ہے جو مثل کھجور کے تھا۔

رحمۃ للعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی افادیت سے پوری طرح آشنا تھے آپ نے کھجور کو ضروری غذا قرار دیا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس گھر میں کھجور نہیں گویا اس میں طعام نہیں ہے کھجور کے بارے میں ارشاد ہے کہ کھجور طیب اور پاک ہے، خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں کھجور اور دودھ کو پاک اور طیب قرار دیا ختم الرسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کی ایک قسم عجوہ بے حد پسند تھی۔ ایک حدیث کے مطابق آپ کھجور سے روزہ افطار کرتے تھے۔ سرکار دو عالمؐ عید الفطر کے روز کھجور کھاتے اور پھر نماز کیلئے تشریف لے جاتے۔ ارشاد قدسی ہے مومن کی مثال کھجور کی سی ہے کہ وہ پاک کے سوا کچھ نہیں کھاتا۔

روشنی کی طرف

جاپان کے ڈاکٹر حسن کوناکاتا کا قبول اسلام

گفتگو :۔ محمد یوسف
ترجمہ :۔ سید مسعود حسن حسنی

ڈاکٹر حسن کوناکاتا جاپان کے رہنے والے ہیں۔ سنہ ۱۹۸۳ء میں اسلام لائے۔ سنہ ۱۹۸۶ء میں ٹوکیو یونیورسٹی سے اسلامک اسٹڈیز کے شعبہ سے B.A کیا، سنہ ۱۹۹۲ء میں قاہرہ یونیورسٹی کے "کلیۃ الآداب" کے شعبہ فلسفہ (الفلسفۃ السیاسیۃ عند ابن تیمیۃ) کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کیا۔ سنہ ۱۹۹۲ء سے سنہ ۱۹۹۴ء کے درمیان انھوں نے ریاض میں جاپانی سفیر کے مشیر کی حیثیت سے کام کیا۔ اور قاہرہ میں قائم (مرکز البحوث للجمعیۃ الیابانیہ لترقیۃ العلوم) کے وہ موجودہ مدیر ہیں مجلہ دعوۃ کے نمائندہ نے ان سے ان کے اسلام قبول کرنے کے سلسلہ میں جو گفتگو کی وہ ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

گفتگو میں جاپان میں مسلمان نسلوں کی صورتحال اور اسلامی مؤسسات کی سرگرمیاں بھی آگئی ہیں۔

سوال :۔ آپ کو کس طرح اسلام کی راہ ملی؟

جواب :۔ میں بچپن ہی سے دوسرے ادیان کے مطالعہ اور ان سے واقفیت کا شوقین تھا۔ ٹوکیو یونیورسٹی سے جڑنے کے دوران میں ایسے حلقہ سے منسلک ہوا جو کتاب مقدس انجیل اور توراۃ کے مطالعہ کا ارادہ تھا۔ اس حلقہ کی سرگرمیوں کے دوران میں نے متعدد مذاہب کا مطالعہ کیا، جس میں یہودیت بھی تھی اور بدھ مت بھی اور اس دوران میں نے اسلام کے بارے میں بھی بعض چیزیں پڑھیں۔ ٹوکیو یونیورسٹی کے نئے شعبہ اسلامک اسٹڈیز کو میں نے اختصاص کے لئے منتخب کیا۔ اس طرح مجھے اسلام کو پڑھنے کا موقع ملا۔

اسلام ایک مکمل دین ہے

سوال :۔ آپ کیسے اسلام لائے؟

جواب :۔ میں نصرانی مذہب کو بہت پسند کرتا تھا لیکن خدا کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ وہ ایک ہے اس طرح میں اسلام لانے سے پہلے ہی موحد تھا، اور منطقی امر بھی یہ ہے کہ جس طرح انبیاء سابقین حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰؑ پر ہمارا ایمان ہے ایسے ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ہمیں ایمان لانا چاہئے چنانچہ جس وقت ہم نے اسلام کا مطالعہ کیا اور ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ اسلام مذہب سماویہ میں سب سے آخری مذہب ہے اور زندگی کے تمام گوشوں چاہے وہ معاشرتی گوشہ ہو یا سیاسی عقائد سے متعلق امور ہوں یا اخلاقیات سے ان کا تعلق ہو، اسلام ان تمام گوشوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور گذشتہ تمام ادیان کا ناسخ بھی ہے، جب میں نے اس بات کو سمجھ لیا اور اس سے بھی مطمئن ہو گیا کہ دین حق بس یہی دین ہے تو پھر میں نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔

میرے خاندان نے اسلام قبول کر لیا

سوال :۔ آپ کے اسلام قبول کرنے پر آپ کے خاندان والوں کا کیا ردّ عمل ہوا؟

جواب :۔ شروع میں میرے خاندان والوں کو ناگواری ہوئی، لیکن جاپان میں چونکہ دین کی آزادی ہے، لہٰذا میری جانب سے جب وہ اسلام سے مطلع ہو گئے تو انھوں نے بھی اسلام قبول کر لیا جبکہ میری بیوی مجھ سے شادی کرنے سے پہلے فرانس ہی میں اسلام قبول کر چکی تھی۔

ابن تیمیہؒ کا سیاسی فلسفہ

سوال :۔ ابن تیمیہؒ کا سیاسی فلسفہ آپ کے ڈاکٹریٹ کا موضوع ہے۔ آپ نے یہ موضوع کیوں منتخب کیا؟

جواب :۔ اسلامی لٹریچر کے مطالعہ سے پہلے میں سیاسی اور معاشرتی علوم کو پسند کرتا تھا لیکن اسلام کے مطالعہ سے مجھے معلوم ہوا کہ ابن تیمیہؒ کے سیاسی افکار بہت ممتاز ہیں اور ان کے افکار کی طرف کسی دوسرے شخص نے توجہ نہیں کی اس کی وجہ سے ہی مجھ میں ان افکار کے مطالعہ کا داعیہ پیدا ہوا، اور میں نے ابن تیمیہؒ کو اپنی ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے موضوع بنایا۔

سوال :۔ آپ کی نظر میں اسلام میں سیاسی مقام کا کیا مفہوم ہے؟

جواب :۔ اسلام ایسا دین ہے جس کے مختلف شعبے آپس میں جڑے ہوئے ہیں اور ان کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ایسا دین ہے جو انسان کی زندگی کے تمام گوشوں پر مشتمل ہے، اور اسی میں سیاست بھی ہے ابن تیمیہؒ کی سیاسی فکر کو سمجھنے کے لئے مکمل شریعت اسلامی کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

سوال :۔ اسلامی ملکوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کا یہ کہنا ہے کہ مغربی ڈیموکریسی یا جاپانی ڈیموکریسی کو مسلم ملکوں میں نافذ کیا جانا چاہئے؟

جواب :۔ بہت سے لوگوں کا یہ وہم ہے کہ ہر شخص کو ہر مسئلہ میں رائے دینے کا حق حاصل ہے اور اس پر کسی جماعت یا فرد کا دباؤ نہیں ہے، لیکن یہ حقیقت کے خلاف ہے وہاں (جاپانی یا مغربی) ڈیموکریسی میں عوام کو

پوری آزادی حاصل نہیں ہے۔ وہ ایک طبعی قانون کے پابند ہیں۔ اسلام میں شریعت اسلامی یورپ کے بنائے ہوئے طبعی قانون کا متبادل ہے، مثال کے طور پر مغربی ڈیموکریسی کا جو طبعی قانون ہے اس قانون کے خلاف جماعت کوئی تجویز نہیں پاس کرسکتی ہے، جیسے کہ انتخابات یا انسانی حقوق ہیں، ایسے ہی اسلام میں مسلمانوں کو شریعت اسلامی کے خلاف کسی تجویز کے پاس کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے، لیکن جہاں تک ایسے میدان کا تعلق ہے یا ایسے امور کا تعلق ہے جس کے سلسلے میں شریعت میں تفصیلی احکام وارد نہیں ہوئے ہیں تو ایسے معاملہ میں کسی تجویز یا اجتہاد کے ذریعہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

اسلام نے عورت کو مکمل حقوق عطا کئے ہیں۔

سوال:۔ عورت کے سلسلہ میں اسلام کے موقف کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب:۔ عورت کے سلسلہ میں اسلامی موقف سے جاپان کا تقلیدی موقف قریب تر ہے، اس سلسلہ میں جاپان یورپ سے بہت مختلف ہے، جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو اسلام نے ہر انسان کو اس کی طبیعت اور اس کی طاقت کے مطابق اس کا حق دیا ہے اسی طرح اولاد کے حقوق کے ساتھ ساتھ دوسرے انسانوں کے حقوق کا بھی اسلام میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں، حتیٰ کہ اسلام نے مجنون کے حقوق بھی متعین کردیئے ہیں۔

اسلام طبعی فرق کے اعتبار سے حقوق وواجبات کو محدود کرتا ہے۔ اسی اعتبار سے اسلام عورت کو اس کی طبیعت کے مطابق اور مرد سے اس کے مختلف ہونے کے سبب جو حقوق اس کے لئے مناسب ہوتے ہیں وہی حقوق عورت کو عطا کرتا ہے، اور عورت پر ایسی ذمہ داریاں ضروری قرار دیتا ہے جو اس کی طبیعت کے موافق ہوتی ہیں۔

جاپان میں اسلام کی صورتحال

سوال:۔ جاپان میں اسلام کی صورت حال کیا ہے؟ وہاں لوگ اسلام کے سلسلے میں کیا اہتمام کرتے ہیں؟ اور جاپانی کب اسلام سے واقف ہوئے؟

جواب:۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ سولہویں صدی عیسوی میں انڈونیشیا کے اسلام لانے کے بعد ایشیاء میں مغربی سامراج کے سبب اسلام کا پھیلاؤ رک گیا، اور سنہ ١٨٧٠ء میاؤ جی کے زمانہ میں اسلام جاپان میں پہونچا۔ اس کا سبب جاپانی نظام قضاء کو نئے سرے سے ڈھالنے کے لئے شرعی اور سول کورٹ کے مطالعہ کے لئے ایک ڈیلی گیشن کا مصر بھیجنا بنا۔ جاپانیوں کا جھکاؤ احمد اعرابی کی طرف تھا، لیکن افسوس کہ سنہ ١٨٩٥ء میں جاپان اور چین کی جنگ اور سنہ ١٩٠٥ء میں روس سے جنگ کے بعد جاپان نے بھی بجائے اس کے کہ وہ کمزور قوموں کی ہمدردی کرتا۔ اور ان کی آزادی کے لئے جدوجہد کرتا۔ استعماری سیاست کو اختیار کرلیا۔

ترک اور اسلامی دعوت

سوال:۔ کیا جاپان میں مسلمان ہیں؟

جواب:۔ مسلمان جاپانیوں کے سیاست سے معزول ہوجانے کے بعد جاپان میں داخل ہوئے اس سے قبل روس سے آنے والے مہاجرین نے جاپان میں مسلمانوں کو سرگرم عمل کردیا تھا، جیسے ان میں شیخ عبدالرشید ابراہیم ہیں جو سنہ ١٩٠٩ء میں جاپان پہونچے اور ان ہی میں محمد عبدالحی قربانغلی اور آیسی اسحاقی وغیرہ ہیں۔ ان حضرات کی سرپرستی میں تین مسجدیں بنائی گئی تھیں، ان تینوں مسجدوں میں مسجد ناغویا سنہ ١٩٣١ء میں اور مسجد کوبی سنہ ١٩٣٦ء میں بنائی گئیں۔ اور اس کا سہرا جاپان کی فوجی حکومت کے استحکام کو بھی جاتا ہے، جس نے مسلمانوں کو مغربی ملکوں کے مقابلہ پر اپنے ذاتی مفاد کی خاطر ابھارا تھا۔

ان وسطی ایشیا میں مسلمانوں کی آزادی کی طرف ان ترکوں کی توجہ زیادہ تھی اور دنیا میں آباد محکوم مسلمان قوموں کی صفوں کو متحد کرنے میں بھی ان ترکوں سے بڑا اہتمام کیا تھا، لیکن جاپان میں نشر واشاعت اور اسلامی دعوت کا اہتمام انھوں نے نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جاپانی صفوں میں سنجیدہ اور مخلص دعوت ہمیں نظر نہیں آتی ہے۔ اس کے برعکس یہاں کی جماعتیں باہم دست وگریباں رہیں ان میں قیادت کا حصول اور امارت کا شوق غالب تھا۔ یہ چیز جاپانیوں پر خراب اثر ڈال رہی ہے۔

سوال:۔ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ پہلا جاپانی مسلمان جاپان کا جاسوس تھا۔ اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:۔ یہ بات صحیح ہے، کہ پہلا اسلام قبول کرنے والا جاپانی عبدالھلال (یامادا توراجیرو) ہے اور یہ سنہ ١٩٠٢ء کی استنبول کی بات ہے یہ شخص تاجر تھا۔ اور جاپان کی وزارت خارجہ میں کام کرتا تھا۔ اور جاپان کی طرف سے سب سے پہلے حج کرنے والے ابراہیم یامادو کا ہیں جنھوں نے سنہ ١٩٠٩ء میں بمبئی میں اسلام قبول کیا، اور جس وقت سنہ ١٩٢٦ء میں یہ استنبول گئے تو انھیں جاپانیوں کے لئے جاسوسی کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا۔

سوال:۔ اس کے بعد جاپانی مسلمانوں کی کیا صورتحال ہے؟

جواب:۔ بعض نے تو اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھا اور سنہ ١٩٥٢ء میں جاپانی مسلمانوں نے ایک جمعیت کی بنیاد رکھی اور "صادق ایمابزومی" کو اس کی صدارت سونپی گئی، اس جمعیت نے مسلمانوں کی تربیت کا بہت اہتمام کیا ہے۔ سنہ ١٩٦٢ء میں قرآن کریم کے معانی کے ترجمہ کی ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔ اور یہ ترجمہ رابطہ عالم اسلامی کے خرچ پر سنہ ١٩٩٢ء

میں جاپانی زبان میں طبع ہوکر مسلمانوں کے ہاتھوں میں آیا۔ اسی طرح جمعیت نے متعدد جاپانی طلبہ کو عرب ملکوں میں عربی زبان اور اسلامی علوم کی تحصیل کے لئے بھیجا۔

جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ کا کردار

سوال:۔ جاپان میں اسلامی تنظیموں کا کردار کیا ہے، اور ان تنظیموں کی تعداد کیا ہے؟

جواب:۔ جمعیت مسلمی الیابان اور ایسے ہی مسلمانوں کی بہت سی جماعتیں وجود میں آئیں اور متعدد اسلامی اسلامی اداروں کی بنیادیں پڑیں، ان ہی میں (جمعیت سجداوسا کا ہے جو سنہ ١٩٦٦ء میں وجود میں آئی سنہ ١٩٧٥ء میں المرکز الاسلامی (اسلامیہ مرکز) جاپان میں قائم ہوا سنہ ١٩٧٨ء میں الموتمر الاسلامی الیابانی کی بنیاد پڑی سنہ ١٩٨١ء میں اتحاد جمعیات الصداقۃ الاسلامیۃ) کا جاپان میں قیام عمل میں آیا۔ اسی درمیان ٹوکیو میں سنہ ١٩٨٦ء میں جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ نے اپنی ایک شاخ المعہد العربی الاسلامی، قائم کی اور اس معہد نے جاپان میں عظیم خدمات انجام دی ہیں اور مسلسل اس معہد کی خدمات کا سلسلہ جاری ہے۔ اور جاپان میں سعودی حکومت کا دعوت اسلامی کے میدان میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اور دعوت اسلامی کے پھیلاؤ کے سلسلہ میں سعودی حکومت کا وافر حصہ ہے) ہم نے بہت سے سعودی ذمہ داروں سے ملاقات بھی کی، اس سے سعودی عرب کی اسلامی دعوت سے دلچسپی ظاہر ہوتی ہے۔

سوال:۔ گذشتہ ٨٠ کی دہائی میں مسلمان کثرت سے جاپان پہونچے ان کا کیا اثر رہا؟

جواب:۔ یہ صحیح ہے کہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ مسلمان جاپان پہنچے، ان پہونچنے والوں میں مختلف طبقۂ فکر کے لوگ تھے، وہ طلبہ بھی تھے جو اسلامی ملکوں سے بھیجے گئے تھے۔ مزدور پیشہ لوگ بھی تھے۔ اور اہم عہدوں پر کام کرنے والے بھی، طلبہ جو یونیورسٹی سے متعلق تھے انھوں نے یونیورسٹیوں میں اپنی مخصوص جماعتیں بنالیں۔ ان جمعیات کے تحت ہی وہ مختلف قسم کی سرگرمیاں انجام دیتے تھے، اور اسی کے تحت انھوں نے انٹرنیٹ کنکشن بھی لے رکھا تھا۔ اور آخری سالوں میں سید نورسی کے جاننے والے کچھ ترکی طلبہ جاپان پہونچے، اور انہی طلبہ نے جاپانیوں کے سامنے اسلام کی روشن وتابناک تصویر پیش کرنے میں سرگرمی دکھانی شروع کی۔ اس کا انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ترکی ثقافت کے مراکز کھول کر جاپانیوں کے سامنے اسلام لانے کی روشن تصویر پیش کرنی شروع کی۔

جہاں پاکستان کے مزدور پیشہ اور اہم عہدوں پر کام کرنے والوں کا تعلق ہے تو ان کی تعداد بھی زیادہ ہے انھوں نے کثرت سے مساجد بناکر اسلام پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔

سوال:۔ جاپانی معاشرہ پر ان لوگوں کا کیا اثر ہوا؟

جواب:۔ ان لوگوں نے جاپانی مسلمانوں کے نقشہ کو مکمل طور پر تبدیل کردیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ بعض جاپانی مسلمان عورتوں نے غیر جاپانی مسلمان مردوں سے شادی کرلی۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ جاپان میں اسلام صرف ایک محدود شکل ہی میں پھیل سکا۔ اور اب تک یہی صورت حال ہے، اور اس وقت جاپان میں دعوت کا جو اسلوب اختیار کیا گیا تھا اس کو بدلنے کی ضرورت ہے، اور ہم کو ایسے داعیوں کی ضرورت ہے جو اسلام کو اس کی حقیقت کے ساتھ جانتے ہوں اور ان میں آپس میں کشمکش نہ ہو، جس سے برا تصور پیدا ہوتا ہے۔

سوال:۔ آخر میں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جواب:۔ بار بار کے تجربات کے بعد ہم کہتے ہیں کہ ہم اس بات سے واقف ہیں کہ دعوت اسلامی کی کامیابی مال پر منحصر نہیں ہے اور نہ ہی پروپیگنڈہ پر اس کا انحصار ہے، کامیابی اسی وقت ممکن ہے جب کہ داعی علم صحیح سے مالا مال ہو۔ نیز دعوت کا کام خود وہ جاپانی مسلمان انجام دیں جو وہاں کے لوگوں سے واقف ہوں، اور وہ وہاں کے حالات اور ماحول کا خیال رکھتے ہوئے دعوت کا کام انجام دیں۔

مولانا عبدالعزیز صاحب ندوی بھٹکلی کی والدہ کی رحلت

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے استاذ مولانا عبدالعزیز صاحب ندوی بھٹکلی کی والدہ ماجدہ جو تقریباً چار ماہ سے علیل تھیں، ١٦ر اکتوبر سنہ ٢٠٠١ء کو اپنے مالک حقیقی سے جاملیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نیک، ملنسار اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔

مولانا عبدالعزیز صاحب کے لئے یہ حادثہ اس لئے اور بھی جانکاہ ہے کہ وہ انتقال کے وقت باہر سفر میں تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین کرام سے ایصال ثواب ودعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

س :۔ مسجد کی ضروریات پر صرف کرنے کے لئے جو زمین وقف کی گئی ہو اسے بیچ سکتے ہیں یا نہیں؟

ج :۔ مذکورہ زمین کی بیع ناجائز ہے، وقف شدہ زمین کو بیچ نہیں سکتے ہیں۔

س :۔ بینک سے سودی قرض لے سکتے ہیں یا نہیں؟

ج :۔ بینک سے سودی قرض لینا جائز نہیں۔ سود لینے اور دینے والے پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف)

س :۔ اکثر کسان کاشت کے وقت بیج دیتے ہیں اور ایک کوئنٹل کے بدلے ڈیڑھ کوئنٹل کھیت کاٹنے کے بعد لیتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

ج :۔ یہ سود ہے ناجائز ہے۔

س :۔ وہ کون سی مجبوری ہے جس کے تحت سودی قرض لینا جائز ہو جائے گا؟

ج :۔ ناقابل برداشت مجبوری کے تحت سودی قرض لینے کی گنجائش نکل سکتی ہے۔

س :۔ غیر ممالک سے پاؤنڈ کی شکل میں ڈرافٹ آتا ہے، اس کا گورنمنٹ آف انڈیا نے جو بھاؤ مقرر کیا ہے اس سے بڑھا کر تاجروں سے اس کا بدل لینا جائز ہے یا نہیں؟

ج :۔ کمی بیشی سے تبادلہ کرنا درست ہے۔

س :۔ بدن کے جن حصوں کا نماز میں چھپانا فرض ہے ان میں سے کسی کا چوتھائی حصہ اتنی دیر تک کھلا رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہا جاسکے یا اس حال میں ایک رکن ادا کرلیا جائے تو کیا نماز درست ہو جائے گی؟

ج :۔ بدن کے جن حصوں کا نماز میں چھپانا فرض ہے ان میں سے کسی کا چوتھائی حصہ اتنی دیر تک کھلا رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہا جاسکے یا اس حال میں ایک رکن ادا کرلیا جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

س :۔ بعض حضرات نماز پڑھتے وقت چادر کو سلیقے سے نہیں لپیٹتے ہیں بلکہ چادر بے سلیقہ لٹکتی رہتی ہے یہ عمل کیسا ہے؟

ج :۔ نماز پڑھتے وقت چادر وغیرہ کا لٹکتے رہنا مکروہ ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

نبی کریمؐ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص نماز میں اپنا کپڑا لٹکائے اور یہ کہ اپنا منہ چھپائے۔

(احمد، ابوداؤد، ترمذی)

شہرۂ آفاق تصنیف
انسانی دنیا پر
مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر
چالیس سالہ کارکردگی کے موقع پر
اشاعتی تحریک
ہر پڑھے لکھے مسلمان تک پہنچانے میں
ہمارا تعاون فرمائیے
صفحات ۴۰۰۔ قیمت =/50 صرف رعایت بھی
مجلد، خوبصورت سرورق۔ روشن طباعت،
جدید ایڈیشن۔ ہم سے طلب کریں۔
مجلس تحقیقات ونشریات اسلام
پوسٹ بکس 119 ندوۃ العلماء لکھنؤ

مولوی عبداللہ علاء الدین ندوی ممبئی کی اہلیہ محترمہ انتقال فرما گئیں

مولوی عبداللہ علاء الدین جو ندوی بھی ہیں اور ندوہ کے رکن شوریٰ اور اس کے کاموں سے پوری دلسوزی کے ساتھ دلچسپی لینے والے حاجی علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادہ ہیں۔ ان کی اہلیہ جو ندوہ بھی آچکی تھیں اور اپنے لڑکے زبیر سلمہ کو ندوہ پڑھنے کے لئے بھی بھیجا تھا۔ تین سال کی مسلسل اور تکلیف دہ علالت کے بعد ۸؍اکتوبر ۲۰۰۱ء بروز دوشنبہ دس بجے دن میں پسماندگان کو سوگوار چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جاملیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

ادارہ تعمیر حیات اور مولوی عبداللہ ندوی کے تمام اساتذہ دلی تعزیت پیش کرتے ہیں۔

مطالعے کی میز

تبصرے کے لئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب : نماز سمجھ کر پڑھئے
مصنف : مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ
صفحات : ۳۲، سائز $\frac{20\times30}{16}$ قیمت ۶ روپئے
ملنے کا پتہ :۔ مکتبہ اسلام گوئن روڈ امین آباد لکھنؤ۔

نماز کیا ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کی دعوت پر دن رات میں پانچ وقت دربار الٰہی میں حاضری اور اذن عام کہ جب بندہ چاہے حاضر ہو جائے۔ اس دربار کے آداب اللہ تعالیٰ نے زبان رسالت کے ذریعہ تعلیم فرمائے ہیں اور عبد و معبود کے درمیان قرب واتصال کیسے حاصل ہو یہ بھی بتایا۔ اور یہ چیز نماز ہی کے ذریعہ حاصل ہوسکتی ہے۔

زیر نظر کتاب نماز کے موضوع پر اپنی نوعیت کی پہلی اور منفرد کتاب ہے جسے جدید اصولوں کی روشنی میں مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء نے تصنیف کی تھی، تاکہ بندہ اس کے ذریعہ نماز سمجھ کر پڑھے اور ہر نمازی مسلمان اس کی مدد سے اس قابل ہوسکے کہ اپنے رب کے دربار میں حاضر ہو کر جو عرض و معروض پیش کرے وہ سوچ سمجھ کر پیش کرے۔

کتاب میں نماز پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے اور اس میں پڑھی جانے والی سورتوں اور دعاؤں کا لفظی ترجمہ بھی دیا گیا ہے، اگر یہ کتاب ہندی زبان میں بھی شائع ہو جائے تو ہندی داں حضرات بھی اس سے خاطر خواہ استفادہ کرسکتے ہیں۔

کتاب اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد اور عام فہم ہے اس لئے ہر مسلمان کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔

نام کتاب : خطبات حول الاسلام وصلاحیتہ للقیادۃ (عربی)
تالیف : شاکر فرخ ندوی
صفحات : ۱۱۶، سائز $\frac{18\times22}{8}$، قیمت درج نہیں۔
ناشر : صفہ اکیڈمی، المعھد الاسلامی مانک مئو سہارنپور

تقریر وخطابت ایک ایسا فن ہے جس کی ہر زمانہ میں افادیت محسوس کی جاتی رہی ہے اور آج بھی اس کی اہمیت مسلم ہے، کیونکہ اخلاص و روحانیت سے پُر اور فصاحت و بلاغت سے مزین تقریر سے لوگوں کے قلوب جہاں متاثر ہوتے ہیں اور عمل کا داعیہ پیدا ہوتا ہے، وہیں دعوت وتبلیغ کے کام کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور قرآن و سنت کے پیغام کو فروغ عام حاصل ہوتا ہے۔

انہی خصوصیات کے پیش نظر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ہونہار فاضل شاکر فرخ ندوی (جو ماشاء اللہ تقریر دلچسپی رکھتے ہیں) نے اپنی ان عربی تقریروں کو ترتیب دیا ہے جو انھوں نے دوران تعلیم اپنے ساتھیوں کو لکھ کر دی تھیں اور خود بھی مختلف جلسوں میں کی تھی ان کا یہ مجموعۂ تقریر (خطبات) ۸ تقاریر پر مشتمل ہے جن کے اجمالی عنوانات یہ ہے، موقف المسلمین ازاء الحضارۃ الغربیۃ، البعثۃ المحمدیۃ وفضلھا علی الانسانیۃ، الی الاسلام من جدید، واعدوا لھم ما استطعتم، انما المؤمنون اخوۃ وغیرہ۔

ان تقریروں میں جہاں اسلام کی عظمت رفتہ کا بیان ہے وہیں خطابت کے اصول و قواعد کی خاصی رعایت بھی رکھی گئی ہے، موصوف کا یہ عمل قابل تعریف بھی ہے اور لائق تحسین بھی، کتاب کے شروع میں مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی کا مقدمہ اور مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی کے تعارفی کلمات ہیں، عربی زبان وادب اور تقریروں سے دلچسپی رکھنے والے دینی مدارس کے باذوق طلباء اس ادبی تحفہ سے خاصا استفادہ کرسکتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس ابتدائی کاوش کو قبول فرمائے اور کتاب کو قبولیت سے نوازے۔

نام کتاب : دینی تقاریب کا گلشن
مصنف : مولانا محمد حنیف ملیؒ
صفحات : ۸۸، سائز $\frac{18\times22}{8}$ قیمت بیس روپئے
ملنے کا پتہ :۔ مکتبہ سجادیہ، سردار نگر، مالیگاؤں

یہ کتاب مولانا محمد حنیف ملی کے اصلاحی مضامین کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے جس میں انھوں نے شہادت، ہجرت، رمضان المبارک، عید الفطر، قربانی، نکاح وغیرہ جیسے موضوعات پر اچھے انداز میں روشنی ڈالی ہے، عام مسلمانوں، بالخصوص دینی مدارس کے طلباء کے لئے یہ ایک مفید تحفہ ہے لیکن کتاب کے نام اور مضامین کے عناوین میں کوئی علاقہ نہیں معلوم ہوتا، البتہ اس کا نام "دینی مضامین" یا "اسلامی پیغام" ہوتا تو بہتر ہوتا۔ خدا کرے کتاب کو قبول عام حاصل ہو۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

قارئین تعمیر حیات سے گذارش

یہ بات ادارہ تعمیر حیات کے لئے باعث مسرت ہے کہ قارئین تعمیر حیات اپنے خطوط میں رسالہ سے دلچسپی، اس کی افادیت اور بعض حضرات بڑی شیفتگی کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور سرخ نشان یا مطالبہ کا خط ملنے پر جلد رقم بھیجنے کی فکر کرتے ہیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔
ہمارے بہت سے قارئین اپنے دوست واحباب کو بھی اس کے مطالعہ اور خریداری کی طرف توجہ دلاکر اس نیک اور دعوتی کام میں اپنا قیمتی تعاون پیش کرتے ہیں، جیسا کہ ہمارے قارئین کو اندازہ ہوگا۔ تعمیر حیات کوئی کاروباری صحافت نہیں ہے بلکہ خالص دعوتی اور موجودہ عہد میں امت مسلمہ کے لئے درپیش خطرات سے باخبر رکھنے کا ایک مثبت اور تعمیری رسالہ ہے جو نقصان کی پرواہ کئے بغیر اپنا فریضہ ادا کر رہا ہے، لیکن ادھر دو ماہ سے ڈاک خرچ میں دوگنا اضافہ ہوگیا ہے اور کاغذ بھی بہت مہنگا ہوگیا ہے۔ لہذا ادارے کے ذمہ داروں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کی قیمت میں کچھ اضافہ کردیا جائے۔
یہ اضافہ جتنا کم ہو ناضروری ہے وہ فی شمارہ ایک روپیہ مزید ہے یعنی چھ روپئے کے بجائے سات روپئے۔
لہذا رسالہ کے سال نو یعنی ۱۰؍ نومبر ۲۰۰۱ء سے ایک پرچہ کی قیمت -/7 روپئے اور سالانہ قیمت -/150 روپئے کردی گئی ہے۔ اسی حساب سے اشتہار اور ایجنسی میں اضافہ ہوگیا ہے، امید ہے کہ ہمارے قارئین واشتہار دینے والے حضرات دین کی خدمت اور کار ثواب سمجھ کر اپنا تعاون جاری رکھیں گے۔
جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے وہ اگر بطور مالی تعاون اس خالص دینی دعوتی، اور امت میں بیداری پیدا کرنے والے رسالہ میں حصہ لیں تو ان کے لئے صدقۂ جاریہ سے کم نہ ہوگا۔ الحمد للہ اس سے ہزاروں ہزار افراد اور دور دراز ملکوں کے لوگوں کو فائدہ پہونچ رہا ہے۔

اضافہ کی تفصیلات

۱:۔ فی شمارہ	Rs:- 7/=
۲:۔ سالانہ زر تعاون	Rs:- 150/=
۳:۔ ششماہی	Rs:- 80/=
۴:۔ غیر ملکی فضائی ڈاک سے	Rs:- 1500/=
۵:۔ " " بحری "	Rs:- 900/=

نرخ اشتہار

۱:۔ رنگین صفحہ (پشت پر) Rs: 50/= فی سینٹی میٹر فی کالم
۲:۔ اندرون صفحہ Rs: 40/= " " "

ایجنسی: فی کاپی Rs: 15/= پیشگی بطور ضمانت ادا کرنی ہوگی۔

(ادارہ)

بقیہ: اللہ رب العلمین کے حضور میں دعا

اے حضرت! کون سے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ فرمایا پچھلی رات کو اور ہر فرض نماز کے بعد۔ (ترمذی)

جامع دعائیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور اس کے ماسوا چھوڑ دیتے تھے۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر یہی دعا ہوتی تھی۔

"اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

اے اللہ ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما، اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (بخاری ومسلم)

مصیبت کے وقت کی دعا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنج و مصیبت کے وقت یہ کلمات ادا فرماتے تھے

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمُ"

اللہ بزرگ بردبار کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ بڑے عرش کے مالک کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ تعالیٰ زمین وآسمان اور عزت والے عرش کے مالک کے سوا کوئی معبود نہیں"۔ (بخاری ومسلم)

بہتر دعا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت طریقوں سے دعائیں کیں، لیکن ہمیں اس میں سے کچھ حصہ یاد نہیں رہا تو میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ نے بہت دعائیں کیں، مگر ہم کو کچھ بھی یاد نہ رہا، آپ نے فرمایا، میں تم کو ایسی دعا نہ بتادوں جو ان سب دعاؤں کی جامع ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو!

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ"۔

اے اللہ میں تجھ سے اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جو تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے مانگی ہیں، اور اس چیز کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں جس سے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی، اور تجھ ہی سے اعانت طلب کی جاتی ہے، اور تو ہی مراد کو پہونچانے والا ہے، اور نہ قوت ہے، نہ طاقت مگر اللہ کی مدد سے۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا:

"اللهم انی اسالك انی اشهد انك انت الله لا اله الا انت الاحد الصمد الذی لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد"

اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، (تو) ایک ہے، معبود برحق جو بے نیاز ہے، نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

یہ کلمات سن کر آپ نے فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ سے اس نام کا واسطہ دے کر مانگا کہ اس کا واسطہ دے کر مانگنے پر وہ دیتا ہے، جب اس نام کے واسطہ سے دعا کی جاتی ہے تو وہ دعا قبول کرتا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

مصائب اور مشکل وقت کی دعا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذوالنون (اللہ کے پیغمبر یونس علیہ السلام) جب سمندر کی ایک مچھلی کا لقمہ بن کر اس کے پیٹ میں پہونچ گئے تھے، تو اس وقت اللہ کے حضور میں ان کی دعا اور پکار یہ

تھی، "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" "میرے مولا! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک اور مقدس ہے، میں ہی ظالم اور پاپی ہوں جو مسلمان بندہ اپنے کسی معاملہ اور مشکل میں ان کلمات کے ذریعہ اللہ سے دعا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو قبول ہی فرمائے گا۔ (ترمذی)

ہر چیز سے حفاظت کے لئے دعا

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا شام کو اور صبح کو (یعنی دن شروع ہونے اور رات شروع ہونے پر) "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اور "معوذتین" تین بار پڑھ لیا کرو، ہر چیز کے لئے تمہارے لئے کافی ہوں گی۔ (ابوداؤد و ترمذی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین دفع یہ دعا پڑھ لیا کرے تو اس کو مضرت نہیں پہونچے گی، اور کسی حادثہ سے دوچار نہیں ہوگا، "بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ" اس کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ (ترمذی)

---

(۱) کوئی یہ خیال نہ کرے اگر دعا قبول ہوگئی تو بندہ کامیاب ہوگیا اور اس کوشش کا پھل مل گیا اگر قبول نہ ہوئی تو وہ کوشش رائیگاں گئیں بلکہ دعا بذات خود ایک اہم عبادت ہے، جس کا جواب آخرت میں ملے گا محض وسیلہ اور کوشش نہیں۔

(۲) بندہ جلد بازی اور مایوسی کی وجہ سے دعا کی قبولیت کا استحقاق کھو دیتا ہے اس لئے چاہئے کہ ہمیشہ مانگتا رہے یقین کرکے کہ ارحم الراحمین کی رحمت دیر دسویر ضرور اس کی طرف متوجہ ہوگی ورنہ آخرت میں دعا کرنے کا ثواب تو ملے گا ہی۔

چند مفید کتابیں

قرآنی افادات =/140 از حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ

حدیث نبوی =/100 از حضرت مولانا عبدالحی حسنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

علمی روحانی تحفے =/20 مولانا الیاس ندوی

المنہج الاسلامی العلمی =/40 مولانا محمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ

مجموعی قیمت Rs. 300/=

Rs.250/= پیشگی بھیجنے پر مصارف رجسٹرڈ ڈاک بذمہ ادارہ

طابع و ناشر

محمد الحسنی ٹرسٹ رائے بریلی

اسٹاکسٹ:- ندوی بکڈپو پوسٹ باکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ

مغربی صحافت دراصل یہودی صحافت ہے

مغربی میڈیا اور اس کے اثرات

تالیف: نذرالحفیظ ندوی

- نیا عالمی نظام
- مغربی میڈیا کا تاریخی پس منظر
- میڈیا کے کردار کے بارے میں یہودی عزائم
- دنیا کے پردۂ سیمیں پر مسلمانوں کی تصویر
- عالم عربی پر مغربی میڈیا کی یورش
- ہندوستانی میڈیا مغرب کے نقش قدم پر
- ٹی وی کے منفی اثرات
- ذرائع ابلاغ کا علمی و فنی تجزیہ
- اسلامی میڈیا نظریہ اور عمل
- شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے

ان موضوعات پر سیر حاصل گفتگو

ایک قابل مطالعہ کتاب۔ اُردو زبان میں پہلی کتاب

دہلی، دیوبند، حیدرآباد، کشمیر، لکھنؤ کے BOOK DEPOT پر دستیاب۔

مجلد۔ خوبصورت سرورق۔ روشن طباعت

قیمت =/Rs.90

کتب برائے تبصرہ

تبصرہ کے لئے براہ کرم کتاب کے دو نسخے ارسال کریں صرف ایک کتاب بھیجنے کی صورت میں تبصرہ شائع نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ہی کتاب واپس کرنے کی ذمہ داری ادارہ پر ہوگی۔ (ادارہ)

شعبۂ تعمیر و ترقی

رمضان میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے سفراء کی سرگرمیاں

رمضان المبارک کا مہینہ آرہا ہے۔ عام طور سے صاحب نصاب حضرات اسی ماہ میں زکوۃ نکالتے ہیں۔ اصحاب خیر اس مہینہ میں دل کھول کر صدقہ و خیرات کرتے ہیں جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے سالانہ مصارف بڑھتے جا رہے ہیں جن کی فراہمی کے لئے رمضان المبارک میں محصلین کے ساتھ اساتذہ حضرات کو بھی زحمت دی جاتی ہے اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ وہ بھرپور تعاون فرمائیں جزاھم اللہ خیر الجزاء۔ قارئین تعمیر حیات سے بھی درخواست ہے کہ وہ اپنے حلقہ میں آئے ہوئے محصل یا استاذ کا تعاون فرمائیں۔ معلومات کے لئے استاذ کا نام ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

(مفتی) محمد ظہور ندوی — ناظر شعبۂ تعمیر و ترقی

جناب مولانا شمس الحق صاحب (بحیثیت سرپرست) ممبئی
" قاری فضل الرحمن صاحب "
" مولانا عبدالشکور صاحب "
" حافظ عبدالواسع صاحب "
" قاری محمد اسمٰعیل صاحب
" حافظ محمد ہاشم صاحب قاسمی، اورنگ آباد، جالنہ، پونہ، احمد نگر۔
" مولانا محمد اسلم مظاہری صاحب، مدراس، ویلور، وجے واڑہ وغیرہ
" مولانا سلیم اللہ ندوی صاحب۔ بھٹکل۔ شموگہ۔
" مولانا رشید احمد ندوی صاحب۔ بنگلور
" مولانا حافظ عقیل صاحب مظاہری۔ حیدرآباد
" مولانا قیصر حسین ندوی صاحب۔ پالن پور، پٹن، سابرکانٹھا، وغیرہ
" مولانا محمد رضا صاحب ندوی، کلکتہ، بردوان، آسنسول۔
" مولانا محمد مستقیم ندوی صاحب۔ احمد آباد، گجرات۔
" حافظ ظفر الحسن صاحب، سورت، دھولیہ، ولساڑ، گجرات۔
" مولانا حفظ الرحمن ندوی صاحب، کانپور۔
" مولانا شاہد علی ندوی صاحب۔ بیجاپور۔ کرناٹک و مضافات۔
" مولانا ظفر عالم ندوی صاحب، پٹنہ، کرناٹک، بہار شریف، گیا،
" مولانا محمد عظیم خاں صاحب ندوی، گونڈہ، بلرامپور، اور مضافات لکھیم پور اور دھورہرہ
" مولوی بشیر الدین صاحب، حافظ مبین احمد صاحب، قاری غیاث الدین ندوی صاحب
" قاری ہدایت اللہ صاحب، مولوی فاروق صاحب، قاری عبدالعزیز صاحب
" مولوی محمد نعیم صاحب، مولوی جاوید اختر صاحب۔ لکھنؤ۔
" مولوی سلمان خاں ندوی صاحب الہ آباد
" مولوی عبدالسلام صاحب، رانچی، جمشید پور، دھن باد و اطراف

جناب مولوی ناصر الدین صاحب، سندیلہ، غوث گنج، لکھنؤ
" مولوی عبداللہ خاں صاحب دہلی۔
" مولوی علیم اللہ صاحب، آگرہ، فیروزآباد، علی گڑھ، خورجہ، بلند شہر، لکھیم پور، سہارنپور، مرادآباد، سنبھل، گورکھپور، شاہجہانپور، بریلی،
" مولوی شرف الدین صاحب، ناگپور، بھوپال، مئو۔
" مولوی سید نور الحسن صاحب، گجرات، کاٹھیاواڑ، گودھرا و مضافات
" حافظ عبدالمبین صاحب، کانپور، سیتاپور،
" مولوی حفظ الرحمن تھانوی صاحب، بنگال، آسام، شیلانگ و مضافات۔
" مولوی عبدالقدوس صاحب بھدوہی، بنارس، الہ آباد و مضافات
" مولانا مجیب اللہ صاحب قاسمی، اندور، اجین، سرکرام پور، راہوری، گڈل واڑی، چکلی، اکوڈی، بورواڑی، نہرونگر و سنت نگر (اطراف پونہ)

راہِ خدا میں خرچ کا اجر و ثواب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، "مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ" (سورۃ البقرہ: ۲۶۱)

جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے مال کی مثال اس دانہ کی سی ہے جس سے سات بالیں نکلیں اور ہر ایک بال کے سو دانے ہوں، اور اللہ تعالیٰ جس کے مال کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فیاض اور بڑے علم والا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا (خواہ مال بڑھ جائے یا برکت بڑھ جائے یا ثواب بڑھتا رہے) (مسلم)

Regd. No. LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376

R.N.I.No.UP.URD 03615/24/1/2001-Tc
Office Ph.No.787259 (Ext)18
Guest House-323864

Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in

FORTNIGHTLY Vol. No. : 1 Issue No.: 24

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (INDIA) Rs. 6/-

The Fragrance
of East

A quarterly English magazine published from Nadwa needs your patronage. Please subscribe it yourself and motivate others also to read it regularly.

Annual subscription is only Rs.100/- which may be sent by M. O. or Bank Draft payable to:-

The secretary,
Majlise Sahafat wa Nashriat,
C/o Tamir-e-Hayat, Nadwatul Ulama,
P. O. Box No. 93, Tagore Marg
Lucknow-226007 (U.P.)

Ph.No 260433 – 242946
آپ کی خدمت میں جدید و دلکش سونے چاندی کے
زیورات کے لئے
ہمارا نیا شوروم

گھنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں، محمد معروف خاں
ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

ھردینا
گردہ کی پتھری کے لئے
آپریشن کی ضرورت نہیں
HASANI PHARMACY
حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لیے رابطہ قائم کریں

AFZALS MAU CITY
مئو کا بنا
نورانی تیل
درد، زخم، چوٹ، کٹنے، جلنے کی مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یو۔پی)

چشمہ ساگر
جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے
AUTO REFRCCTO METER AR-860
فوٹوکرومک ☆ کوٹیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس
لیسی پاور دھوپ کے چشموں کا خاص مقام
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشن ایے۔رحمٰن (ملک)
شکرجی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج، اعظم گڑھ

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Nadwatul Ulama
at Parekh offsetPressTagore Marg,Lucknow.u.p. Editor: *Shamsul Haq Nadwi*